بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے اڑتالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

569
ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
جنوری 2013ء

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی ودینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباء نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباء علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ 48

شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔ 04

ربیع الاول ۔۔ ۱۴۳۴ھ

جنوری ۔۔۔۔۔ ۲۰۱۳ء

اے بی سی آڈٹ

بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق

اکوڑہ خٹک

12-2-13

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مشاہیر امت کی پے در پے رخصتی ۔۔۔۔۔۔ راشد الحق سمیع حقانی ۲
- فرزند ناظم اعلیٰ مولانا الحاج اظہار الحق صاحب کی حادثاتی شہادت ۔۔۔۔۔۔ ابو فاطمہ ۶
- ماہ ربیع الاول ۔ ظہور قدسی کا مہینہ ۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد ابراہیم فانیؔ ۷
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ۔۔۔۔۔۔ مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۹
- ایفائے عہد اور اسلامی تعلیمات ۔۔۔۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰
- اسلام کے عائلی نظام اور مغرب زدہ طبقوں کی ریشہ دوانیاں ۔۔۔۔۔۔ مولانا مفتی محمد یوسف بنیریؒ ۲۵
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات ۔۔۔۔۔۔ مولانا نور محمد ثاقب ۳۷
- خطابت کا مہر مبیں تھا گیا وہ (بیاد: مولانا محمد امیر صاحب بجلی گھر) ۔۔۔۔۔۔ حافظ محمد ابراہیم فانی ۴۵
- رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور ان کے محرکات ۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی ۴۶
- افکار و تاثرات بنام مدیر ۔۔۔۔۔۔ ادارہ ۵۷
- دار العلوم کے شب و روز ۔۔۔۔۔۔ جناب شفیق الدین فاروقی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب ۔۔۔۔۔۔ ادارہ ۶۰

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435

فیکس نمبر Fax(0923)630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز   بسم اللہ الرحمن الرحیم   راشد الحق سمیع حقانی

مشاہیر امت کی پے درپے رخصتی

کاروان آخرت برق رفتاری کے ساتھ دن بدن اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے اور یہ اپنے ساتھ ایسے ایسے لعل وگوہر سے زیادہ قیمتی مشاہیر شخصیات علماء اور سیاست دان بہائے چلا جارہا ہے جس کی نظیر ومثیل کا دوبارہ ملنا اس عہدزوال اور علمی قحط الرجال میں ناممکن ہے اور عالم اسلام ان نقصانات کا کسی طور پر بھی متحمل نہیں ہوسکتا فالی اللہ المشتکی۔ بحرفنا کی ہر ایک موج ہم سے کیسے کیسے غواصان فکرودانش چھین کے لے جارہی ہے دست اجل کے مضراب سے نغمہ تارحیات مسلسل کمزور سے کمزورتر ہوتا چلا جارہا ہے اور اس سے ہر لحہ اول وآخر فنا باطن وظاہر فنا کے نوحے پھوٹ رہے ہیں۔ کارجہاں کی بے ثباتی کا ثبوت تو ازل سے سب کے سامنے آشکارا ہے لیکن جس تیزی سے اس میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے تو یہ شک یقین میں بدلتا چلا جارہا ہے کہ شائد نظام کائنات کے اختتام اور شام ہونے میں چند ساعتیں ہی رہ گئی ہیں بہرحال آج راقم کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ سب سے پہلے کس شخصیت کا ذکر خیر اور اس کے بچھڑنے کا ماتم کرے حزن ویاس کے اس پت جھڑ کے موسم میں اپنی انگلیاں سرد، جذبات گرم اور قلم اداس اور دل افسردہ ہے۔

یاس وحسرت کی فضا چھائی ہوئی ہے چارسو   برق غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج
نالۂ اندوہ ہے ہر بانگِ مرغان سحر   نوحۂ فریاد ہر آہنگ جان وتن ہے آج

امام حرم عبداللہ بن سبیل رحمہ اللہ: ابھی ماضی کے مشہور امام حرم شہرۂ آفاق قاری حضرت امام عبداللہ بن سبیل کی جدائی میں کلمات تعزیت راقم کے ذمہ باقی تھے وہ امام حرم جس کی مخصوص گدازی وحجازی قرآنی لے اپنے سامعین اور نمازیوں پر وجد طاری کرتی آپ تین عشروں سے زائد حرم مکی کی امامت وخطابت پر فائز رہے آپ نے دنیا بھر میں عالم اسلام اور حرمین شریفین کی بھرپور نمائندگی کی آپ پاکستان بھی تشریف لائے اور خصوصاً جامعہ حقانیہ کو بھی اپنی آمد اور برکات سے مستفید فرمایا آپ سے مکہ مکرمہ میں حضرت والد صاحب مدظلہ کی معیت میں ملاقاتیں رہیں آپ کے انتقال سے سارے عالم اسلام میں دکھ وافسوس کی ایک لہر دوڑ گئی۔

اسکے ساتھ کراچی سے دوسری خبر آئی کہ ملک ...نامور بزرگ سیاست دان جماعت اسلامی کے سابق امیر جناب پروفیسر غفور احمد بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے پھر ملک کے ممتاز محقق ودانشور عظیم عالم دین حضرت مولانا عبدالستار تونسوی کا سانحہ ارتحال کی افسوس ناک اطلاع نے دینی حلقوں کو مضمحل کردیا اسی کیساتھ صوبہ خیبر پختونخواہ کے ممتاز عالمی

شہرت یافتہ مقرر اور بے مثل خطیب مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ بھی طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ابھی ان پے در پے حادثات کا اثر تازہ تھا اور ملک کا دینی طبقہ ان حوادث کے جھکڑ کے نقصانات سے باہر نہیں نکلا تھا۔

قاضی حسین احمدؒ: ایک اور تازہ عظیم حادثے نے پہلے سے قائم غم والندوہ کی فضا کو اور گہرا کر دیا اور قلب وجگر کے زخم مندمل ہونے سے پہلے پہلے ایک اور اجل کے نشتر نے پہلے سے زیادہ گہرا گھاؤ ملک وملت کے سینے میں لگا دیا یہ سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان اور ایک عظیم دینی قائد حضرت قاضی حسین احمدؒ کا اچانک سانحہ ارتحال تھا۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم متعدد خوبیوں اور ان گنت صلاحیتوں سے مالا مال ایک بہترین سیاست دان سب سے بڑھ کر ایک اچھے مسلمان اور وضعدار انسان تھے۔ حضرت قاضی صاحب نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں نہ صرف مقبول تھے بلکہ ہردلعزیز لیڈر بھی تھے۔ قاضی صاحب تقریباً بیس بائیس برس تک جماعت اسلامی کے امیر رہے اور اس عرصے میں آپ نے جماعت اسلامی کو اپنے خاص مذہبی رنگ ڈھنگ مسلک ومشرب اور محدود سیاست کے خول سے نہ صرف باہر نکالا بلکہ اسے ایک بڑی سیاسی عوامی جماعت میں تبدیل کرا دیا اور دیگر مسالک ومکاتب فکر کیساتھ بھی جماعت اسلامی کے لوگوں اور قیادت کو گل ملا دیا حضرت قاضی صاحب نے اس طویل عرصے میں ہر نازک موڑ وحساس مرحلے پر پاکستانی عوام کی توقعات کے عین مطابق اپنا قائدانہ کردار نبھایا اور خصوصاً دینی جماعتوں کے اتحاد کے ہر موقعہ پر آپ نے فوراً لبیک کہا، چاہے وہ متحدہ علماء کونسل کا پلیٹ فارم ہو یا متحدہ دینی محاذ کا میدان ہو یا ملی یکجہتی کونسل واسلامک فرنٹ کا مورچہ ہو یا دفاع افغانستان وپاکستان کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی تحریکات ہوں چنانچہ دینی جماعتوں کی شیرازہ بندی میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے۔

آپ کے بزرگوں کا تعلق ہمارے علاقے اور پڑوس کے معروف گاؤں زیارت کاکا صاحب سے تھا یہیں آپ کی پیدائش ہوئی اور پلے بڑھے اسی طرح آپ کے ننھیال کا تعلق جہانگیرہ سے تھا آپ کے والد ماجد ایک جید عالم دین اور فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاضی عبدالرب تھے آپ کا سارا خاندان علمی اور روحانی پس منظر سے مالا مال تھا حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق مدظلہ کی سیاست کا محور بھی الحمدللہ دینی جماعتوں کی شیرازہ بندی اور متفقہ جدوجہد پر مبنی ہے اس لئے حضرت قاضی صاحب مرحوم کے ساتھ آپ کی اکثر سیاسی امور میں مکمل ذہنی اور فکری ہم آہنگی رہی سینٹ آف پاکستان میں بھی تقریباً دس سال اسلامی نظام کی عملی جدوجہد اور آئین سازی اور خصوصاً شریعت بل کی جدوجہد میں آپ نا صرف ہم آواز وہم قدم تھے بلکہ لمبے عرصے تک رفیق سفر بھی رہے حضرت والد صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب سے میرا بچپن ہی سے تعلق قائم ہوگیا تھا اور حضرت قاضی اس وقت سے ہمارے ساتھ بحث ومباحثہ اور مختلف موضوعات پر گرما گرم بحث وتکرار کیا کرتے تھے یعنی افتاد طبع میں بچپن ہی سے سیاست وقیادت کا خمیر رچ بس گیا تھا۔ متحدہ مجلس عمل کے قیام کے بعد بعد میں ایل ایف او اور دیگر پالیسی امور پر حضرت والد

مدظلہ، مجلس عمل کے اتحاد واقتدار سے احتجاجاً باہر آ گئے اور یوں حضرت قاضی صاحب اور حضرت والد صاحب مدظلہ کے درمیان ایک طویل رفاقت اور بھرپور فکری وذہنی ہم آہنگی کے باوجود ایک اختلاف رائے پیدا ہوا جو کہ ایک فطری امر ہے پھر اس کے بعد دفاع پاکستان کی امریکی استعمار کے خلاف بھرپور تحریک اور اس کے اغراض ومقاصد کی قبولیت کے بعد فوراً ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم کے احیاء سے وقتی اختلاف اور شکر رنجی نمایاں ہونے لگی (تو ابھی پچھلے دنوں مرحومہ چچی جان کے انتقال کے موقع پر حضرت قاضی صاحب اکوڑہ خٹک تعزیت کے لئے تشریف لائے تو کچھ دیر بعد باتوں باتوں میں دونوں قدیم رفقاء سفر ایک دوسرے سے گلے شکوے زباں پر لے آئے اور یوں الحمدللہ تمام غلط فہمیوں کا ازالہ دوران گفتگو ہوگیا اور قاضی صاحب کی آمد سے وہ رنجشیں زائل ہوگئیں) بہرحال حضرت قاضی صاحب پاکستان کی سیاست میں شرافت ورواداری کا ایک حسین باب تھے آپ نے بیماری، بڑھاپے اور جماعت اسلامی کی امارت سے استعفیٰ کے باوجود آخر دم تک عملی جدوجہد اور سیاست کی خارداروادی سے قدم باہر نہیں نکالا۔

ایک بار جہانگیرہ میں ایک موقع پر دوران گفتگو ان سے سوال کیا گیا کہ آپ نے دل کا بائی پاس بھی کیا ہوا ہے پھر بھی آپ ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں کچھ آرام بھی فرمالیا کریں تو آپ نے مسکراتے ہوئے بیدل کا یہ مشہور شعر ہمیں سنایا۔

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست ۔ ما زندہ ازانیم کہ آرام نگیریم۔

''ہم سمندر کی موج کی مانند ہیں۔ کہ اگر آرام کریں تو معدوم ہوجائیں گے بے آرامی ہی ہماری زندگی وحیات کی دلیل ہے''۔ آپ کی زندگی کا نصب العین پاکستان کو ایک آزاد اسلامی ریاست کے روپ میں دیکھنا تھا سو اسی جدوجہد میں اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں صرف کیں حضرت علامہ اقبالؒ کے آپ بڑے شیدائی تھے زندگی بھر کلام اقبال آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا راقم کا چونکہ آپ کے صاحب زادوں اور بھتیجوں کے ساتھ بھائیوں جیسا تعلق ہے اسی نسبت سے اور زیادہ مجھ سے خصوصی شفقت ومحبت فرماتے تھے حضرت والدہ ماجدہ کے انتقال کے موقع پر تعزیت کیلئے جب آپ تشریف لائے تو مجھ سے کان میں خصوصی طور پر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنی والدہ ماجدہ کی بڑی خدمت کی ہے یہ تمہاری فرمانبرداری کی علامت ہے میرے دل سے تمہارے لئے بڑی دعائیں نکلی ہیں اسی طرح سینٹ آف پاکستان کے الیکشن کے موقع پر آپ صبح سویرے ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے تو حضرت والد صاحب کی غیر موجودگی میں مجھے قلم کے ذریعے آئندہ کے الیکشن کے بارے میں متوقع ووٹز اور پوائنٹس کے بارے میں بتایا کہ انشاء اللہ تمہارے والد صاحب الیکشن میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہوجائیں گے ان چھوٹے چھوٹے واقعات کا یہاں بیان کرنا ان کے بڑے پن کی بڑی واضح دلیل ہے افسوس حضرت قاضیؒ صاحب جیسے بزرگ وزیرک رہنما کی جواں وتوانا آواز ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔

مولانا عبدالستار تونسویؒ: داغ فراق دینے والوں میں ملک کے ممتاز قدیم جید عالم دین حضرت مولانا

عبدالستار تونسوی علیہ الرحمۃ کی جدائی پوری قوم اور خصوصاً علمی و دینی حلقوں کیلئے ناقابل برداشت صدمہ ہے مرحوم نے زندگی بھر سواد اعظم اہل سنت والجماعۃ کا علم لہرایا اور مخالف قوتوں کا تعاقب کیا اور تصنیف و تالیف و تحقیق کے علمی میدانوں میں آخر دم تک ڈٹے رہے آپ عظیم مرکز علم دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور فارغ التحصیل تھے آپ کی نماز جنازہ میں بلامبالغہ ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی

مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ: اسی طرح حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ صوبہ پختونخواہ کی بڑی متحرک اور جاندار شخصیت تھی زندگی بھر اصلاح معاشرہ اور اس کی بہتری کے لئے شہر شہر گاؤں گاؤں اور گلی گلی کوششیں کرتے رہے اپنی خداداد اور بے مثال فن تقریر سے لوگوں کے دلوں کو گرماتے رہے چہروں پر مسکراہٹیں سجاتے رہے اور مولانا روم کی مثنوی کے دل سوز اشعار سے آنکھوں کو پرنم کراتے رہے قدرت نے آپ کو فن تقریر میں عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا گرج دار آواز کے ساتھ ساتھ ترنم اور سوز و گداز کا لہجہ بھی سننے والوں پر سحر طاری کردیتا اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنی تقریر میں ایسے ایسے نکات اور ظریفانہ لطائف بیان کرتے کہ سامعین عش عش کراٹھتے آپ بڑی مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ابھی کچھ عرصہ قبل آپ نے الحق کے لئے کئی اہم مضامین بھی بھیجے اور کچھ عرصہ سے وقتاً فوقتاً حضرت والد صاحب مدظلہ اور راقم سے بھی تبادلہ خیال فرماتے رہے، بہرحال آپ کی جدائی سے صوبے میں تقریر و خطابت کی مسند کی رونقیں ختم ہوگئیں ہیں۔اور ایک شاندار روایت اور عہد کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ ؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

پروفیسر غفور احمدؒ: اسی طرح پروفیسر غفور احمد کی جدائی بھی پاکستانی سیاست کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا ہے جناب پروفیسر صاحب مرحوم اکابرین و سیاسی زعماء کے قافلے کے آخری یادگاروں میں سے تھے بلکہ اسلاف کے اصولی روایات کے نقش کہن کے نشان منزل تھے۔تہتر کے آئین کے لئے آپ کی شاندار مساعی پارلیمانی تاریخ کا ایک زرین باب ہے قومی اتحاد کی عظیم تحریک میں آپ نے ایک فعال اور بڑے منتظم سیکرٹری جنرل کے امور خوبی سے انجام دیئے اور آپ بھٹو کے ساتھ مذاکرات کرنے والے وفد کے اہم ترین رکن تھے زندگی بھر کرپشن اور دیگر الزامات سے آپ کا دامن صاف رہا۔ان عالم آخرت کے مسافروں، زہد و تقویٰ کے پیکروں، قربانی و ایثار کی زندہ جاوید تصویروں اور اپنے وقت کے مشاہیر و علماء اور لیڈروں پر الحق کے یہ چار تعزیتی صفحات یقیناً کافی نہیں اگر زندگی رہی تو تفصیلی طور پر ان کی جدائی میں چراغہائے عقیدت روشن کرنے کی کوشش کروں گا۔

؎ ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں بڑے چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

آخر میں ہماری خداوند غفور و کریم سے یہ دعا ہے کہ ان اسلاف و مشاہیر کے افکار و نظریات و خدمات کے روشن چراغوں سے یہ اندھیری کائنات ان کے جانے کے بعد بھی تادیر روشن اور جگمگاتی رہے۔اور ان کی معنوی و روحانی فیوضات و برکات کا بہتا دریا کبھی خشک نہ ہونے پائے۔رحمهم الله تعالیٰ و رضی الله عنهم وارضاهم.

''عمیر الحق'' فرزند ناظم اعلیٰ مولانا الحاج اظہار الحق صاحب کی حادثاتی شہادت

سیر و تفریح کا ہر لطف گیا تیرے بعد راس آئے گی نہ گلشن کی ہوا تیرے بعد

بعض حوادث انسان پر آسمانی بجلی کی طرح ناگہانی طور پر آتے ہیں جن کو عقل و ذہن نارسا ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے' ایسی صورتحال میں انسان یوں محسوس کرتا ہے گویا اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی' ایسا ہی ایک حادثہ خانوادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کو اسی ہفتے ۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ جنوری ۲۰۱۳ء بروز پیر رات ساڑھے سات بجے پیش آیا۔ الحاج اظہار الحق صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند اور مولانا حافظ لقمان الحق و مولانا حافظ مولانا عرفان الحق' ڈاکٹر حسیب الحق حقانی کے چھوٹے بھائی محمد عمیر الحق المعروف بہ ''سنی'' اپنی گاڑی چلاتے ہوئے اندوہناک ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئے۔ جامعہ حقانیہ کے بالکل قریب یوٹرن پر ان سے گاڑی بے قابو ہوگئی اور کئی قلابازیاں لینے کے بعد موصوف شدید زخمی اور خون میں لت پت ہوگئے۔ اسی حالت میں انہیں CMH نوشہرہ روانہ کیا گیا۔ عینی شاہدین کے مطابق راستے میں وہ مسلسل کلمہ شہادت کا ورد کرتے رہے اور حکیم آباد کے قریب جان جانِ آفرین کے سپرد کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان اللہ ما اخذ ولہ ماعطی فلتصبر و التحسب' اس سانحہ ہوشربا کی وحشت انگیز خبر سنتے ہی ہر شخص حواس باختہ ہوگیا' لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

سنی کی عمر بیس برس تھی' ابھی گزشتہ رمضان میں حرمین کی زیارت اور عمرہ کی سعادت پائی۔ وہ تھرڈ ایئر کے سٹوڈنٹ تھے' اللہ تعالیٰ نے اس نوعمری میں آپ کو اوصاف عالیہ سے نوازا تھا۔ فقراء و مساکین اور محتاجوں کے ساتھ محبت' اعانت' تعلق خاطر' آپ کا شیوہ رہا۔ علماء' طلباء اور مہمانوں کی ضیافت میں پیش پیش رہتا اور سب سے بڑا کمال یہ کہ اس نوخیزی کے عالم میں موت اور فکر آخرت ہر وقت ان کو دامن گیر رہتی۔ اپنے عظیم دادا شیخ الحدیث کے قبرستان میں یومیہ حاضری' تلاوت' ذکر و اذکار' نوافل' صدقہ و خیر خیرات' علماء و صلحا کی مجالس میں اٹھنا بیٹھنا' جود و سخا کے عنصر سے بھی خوب مالا مال رہے' ادب و احترام اور خندہ پیشانی آپ کے ماتھے کے جھومر تھے' پابندی صوم و صلوٰۃ جیسے معمولات پر کاربند رہے۔ غرض ''شاب نشاء فی عبادۃ اللہ'' کی صورت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ است

حادثے کی خبر راتوں رات اطراف و اکناف میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی' بروز منگل صبح گیارہ بجے دارالعلوم کے قریب مرکزی عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں نماز جنازہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں ہزاروں علماء' فضلاء' صلحا' شیوخ' سیاسی زعماء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ تدفین مقبرہ حقانی میں حضرت شیخ الحدیث کے جوار میں تاجکستان کے شہید طالبعلم کے برابر ہوئی۔ اس موقع پر شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ' حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی' اور معروف مجاہد و مناظر مولانا الیاس گھمن نے تعزیتی تقاریر کیں۔ تعزیت کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ قارئین سے ایصال ثواب رفع درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعائیں کرنے کی اپیل کی جاتی ہے۔

آخر میں ان تمام حضرات جنھوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی' فاتحہ خوانی کے لئے دور دراز کا سفر طے کرکے آئے یا تعزیتی پیغامات' فونز وغیرہ کئے ان سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔...... (ابوفاطمہ)

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی *

ماہ ربیع الاول۔ظہور قدسی کا مہینہ

وہ دانائے سبل ختم الرسلؐ مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسین وہی طٰہٰ

ماہ ربیع الاول عالم انسانیت کیلئے بہار آفرین مہینہ ہے یہ وہ مبارک و متبرک مہینہ ہے جس میں اللہ کریم جل جلالہ نے اس ہستی کو پیدا کیا۔جس کے باعث تخلیق کائنات کی گئی۔جس کی آمد سے کئی سال قبل محفل آب وگل سجائی گئی جس کے ظہور کی بشارتیں ہر پیغمبر اپنی قوموں کو سناتے رہے۔وہ دعائے خلیل ونوید مسیحا جس پر ذرہ ذرہ دل وجان سے فدا ہے اسی عظیم المرتبت شخصیت کی ولادت باسعادت کیلئے اللہ جل شانہٗ نے اس مہینہ کا انتخاب فرمایا۔سبحان اللہ۔ربیع کہتے بھی فصل بہار کو ہیں۔آپ کی تشریف آوری سے اس ربیع نے حقیقی بہار کا روپ دھار لیا۔جس طرح کہ فصل گل میں ریگزار بھی گلزاروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔اسی طرح موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا سسکتی انسانیت جاں بلب تھی۔کہ اس دوران ظہور قدس کی نویدیں اور روح پرور بشارتیں سنائی دیں۔عالم انسانیت نے سکون کا سانس لیا۔اور ایک نئی سحر کا طلوع ہوا۔

ایک ایسے وقت میں جبکہ ہر طرف ہر چار سو ضلالت وجہالت اور کفر وشرک اور بت پرستی کی وباء عام تھی۔سرزمین عرب اور ارض حجاز سے پیغمبر انقلاب کی آمد ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا پھر فلاح وصلاح انسانیت کے اس عظیم علمبردار نے وہ انقلاب برپا کیا۔جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے غالباً پھر حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ جب تک عرب کی تاریخ قبل از اسلام کا مطالعہ نہ کیا جائے اس وقت تک رسول ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔یہ آپ کی نورانی اور روحانی وانقلابی تعلیمات کے کرشمے ہیں۔کہ عرب کے بدو اور اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام بن گئے۔اور قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں ان کے زیر نگیں ہوئیں اور شاہان عرب وعجم کے جاہ وجلال اور سطوت وجبروت کے قصر کو انہوں نے نہ صرف زمیں بوس کیا بلکہ ان کے تاج وتخت کو قدموں تلے پامال کیا۔

جھکا دیں گردنیں فرط ادب سے کج کلاہوں نے زباں پر جب عرب کے ساربان زادوں کا نام آیا

---

* استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمارے لئے اطاعت اور اتباع کا کامل نمونہ ہے جس طرح کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة جب تک عالم اسلام اور امت مسلمہ آپ کی سیرت اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا تھی اس وقت تک ان کی عظمت وشوکت مسلم اور ضرب المثل تھی۔ انہوں نے نہ صرف عرب کی سرزمین کو مفتوح بنایا تھا۔ بلکہ اقصائے عالم میں اسلام کا جھنڈا انہوں نے لہرایا۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے دور خلافت میں ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلامی خلافت راشدہ کی حکمرانی تھی۔ اس کے بعد مزید فتوحات ہوئیں لیکن جب سے مسلمانوں نے اپنے دین اور پیارے نبی ﷺ کی سنت سے منہ موڑا تو اسی وقت سے مسلمانوں پر ذلت کے پہاڑ ٹوٹے جا رہے ہیں۔ اور نکبت وادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں انتہائی رسوائی کا ساتھ لڑکھڑائے جا رہے ہیں۔

ے امت مرحوم کا جب تک تھا قرآں پر عمل ان کی عظمت ساری دنیا میں رہی ضرب المثل
چھوڑ کر قرآں کو مسلم حق سے بیگانہ ہوا دین کو رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

جب ربیع الاول کا مہینہ قریب آجاتا ہے۔ تو بازاروں مزاروں مساجد اور دیگر تفریحی مقامات کی سجاوٹ شروع ہو جاتی ہے جھنڈیاں اور گنبد خضریٰ کی شبیہیں اور نقشے تیار کئے جاتے ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے سیرت کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں جس میں سنت رسول ﷺ سے بے بہرہ دانشور پرمغز مقالے پڑھتے ہیں اور بزعم خود اپنی علمیت اور فاضلانہ خطابات سے سامعین کو مرعوب کرنے کی سعی کرتے ہیں۔۔ جبکہ خود ان میں سیرت رسول ﷺ کے نمونے کا شائبہ تک بھی نہیں ہوتا۔

اس مہینہ مبارک کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال اپنے کردار اور اپنے معاملات کا جائزہ لیں۔ اور اپنا محاسبہ کریں۔ کہ ہم نے کس حد تک حضور ﷺ کی سنت کی پیروی کی ہے آپ ﷺ کی تعلیمات پر کہاں تک کاربند رہے ہیں۔ ہم نے سنت کی احیاء کیلئے کتنا کام کیا ہے ہے جب کہ ہم اپنے غیر اخلاقی اعمال کی وجہ سے قدم بہ قدم سنت رسول ﷺ کی توہین کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

من احیا سنتی عند فسادا متی فلہ اجر ماۃ شہید۔ جس نے میری سنت کو زندہ کیا میری امت کے فساد کے زمانہ میں (یعنی لوگوں نے اس سنت کو متروک کیا تھا) تو اس شخص کو سو شہیدوں کا ثواب دیا جائیگا۔

آیئے اس ماہ مبارک میں عہد کریں۔ کہ ہمارا ہر عمل سیرت رسول ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوگا۔ اور ہر معاملہ میں ہم آپ کی سنت وسیرت کی اطاعت کریں گے اگر ہم اس عہد پر کاربند ہوئے تو انشاء اللہ دنیا میں ہماری سرخروئی ہوگی اور آخرت میں کامرانی نصیب ہوگی۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

قسط (۱۶)　　مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.......... (مرتب)

سال نو کے لئے نیک تمنائیں:

مرحبا اے سال جدید! خدا تجھے خیر و برکت اور سلامتی کا پیغامبر بنادے ابھی قریب ہی سال گزشتہ ۱۹۵۷ء نے ہم سے شیخ الاسلام (مولانا حسین احمد مدنیؒ) چھین لیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تجھے پانچ دسمبر جیسا منحوس دن نصیب نہ ہونے دے اور تو خیر و سلامتی اور یمن و ایمان کا حامل ثابت ہو آمین یارب العالمین۔

شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی وفات:

ابھی پچھلے ماہ دسمبر میں حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کا سانحہ وفات پیش آیا ان کے بارے میں تعزیتی مضامین اور مرثیوں کا سلسلہ جاری ہے ان میں سے بعض اہم منتخبات یہ ہیں۔

الم مظفر نگری:

رہبر عالم ہے ان کے علم و فن کی روشنی　　اب بھی تازہ دم ہے ان سے کاروان زندگی
گو بظاہر دور ہم سے ہے وہ میر کاروان　　دے رہا ہے پھر بھی ہم کو راہِ منزل کا نشان

شمع ایسی کی ہے روشن اس نے زہد وعلم کی　　روشنی پاتی ہے جس سے بزمِ ہستی ہر گھڑی
جس نے کی جہد وعمل سے زندگی کی راہ طے　　اس کی منزل عرش کی منزل سے بھی ہے کچھ پرے
وہ حسین احمد یہاں تھے کل جو مسجودِ نظر　　آج ہے بامِ حقیقت کی فضا میں جلوہ گر
دور ہیں نظروں سے گو لیکن قریب دل تو ہیں　　خضر نادیدہ کی صورت رہبر منزل تو ہیں

محمد اسرائیل فرحت:

مرکز روحانیت جلوہ گہ خیر الامینؐ　　پہلوئے قاسم میں ہے لیٹا ہوا زیر زمیں
گر نہیں دامن میں اپنے جز حیات مستعار　　تیرے قدموں میں متاع دیدہ تر ہے نثار

(الجمعیۃ سنڈے ایڈیشن 6 جنوری ص 4)

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے انتقال پر ماہنامہ دارالعلوم سے تعزیتی اقتباسات:

آج تو قاسم وامداد سب ہی مرتے ہیں　　اس کا کیا ذکر برباد ہوئے تم یا ہم

1857ء سے 1957ء تک سو برس کے عرصہ میں اس تحریک کا ایک دور مکمل ہوکر ختم ہوگیا۔۔۔شیخ الاسلام اسلامی علوم ومعارف اور ایشیاء کی فنون وآداب کے علمبردار تھے۔۔۔حضرت شیخ کی مساعی کا مرکز ملک کی آزادی، ایشاء کی آزادی اور آخر کار اخلاق وانسانیت کی آزادی تھی۔۔۔اگر بقول امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان شیخ الہند مولانا محمود حسن ایک نور تھے تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اس نور کی ضیاء اور چمک تھے۔۔۔آج حضرت مدنی ہم میں موجود نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ غیر موجود بھی نہیں جبکہ ان کا مشن موجود، انکا نمونہ عمل موجود، انکا علم موجود، انکے مجاہدانہ کارنامے موجود اور انکی محبوبیت موجود ہے۔۔۔آپؒ، حجۃ الاسلام نانوتویؒ کے تاریخی سیاسی فلسفہ وحکمت کے امین اور اپنے استاد شیخ الہند کے حکیمانہ جوش عمل کے علمبردار تھے۔

ویران ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں　　تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے
مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں　　تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت مدنی پر مجلات میں تعزیتی مضامین:

☆ ماہنامہ شمس الاسلام جنوری (58) کا شمارہ مطالعہ کیا حضرت شیخ الاسلامؒ کے متعلق مولانا مفتی سیاح الدین کا مضمون قابل دید ہے۔

☆ الجمعیۃ سنڈے ایڈیشن میں بندہ کا مضمون بعنوان "بادشاہ خان شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر" صفحہ اول پر چھپا ہے (جو بعد میں شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ میں تفصیل سے بھی چھپا ہے)

حضرت شیخ الاسلام مدنی کے ذکر خیر سے متعلقہ کتب ورسائل:

وہ کتابیں جن میں حضرت شیخ مدنیؒ کا تذکرہ مجمل یا مفصل یا ان کے متعلق کوئی واقعہ جزئیہ مل سکتا ہے۔

۱۔ نقش حیات ۲۔ علماء حق کا شاندار ماضی مرتبہ مولانا محمد میاں صاحب ۳۔ الجمعیۃ کا جمعیۃ العلماء نمبر ۴۔ شیخ الہند جنتری ۵۔ آفتاب ہدایت مرتبہ محمد یوسف جوہر ۶۔ روشن مستقبل مرتبہ طفیل احمد منگلوری ۷۔ الجمعیۃ کا سنڈے ایڈیشن ۸ دسمبر ۵۷ء ۸۔ صوت الشرق عربی جریدہ قاہرہ مضمون از عبدالعظیم ۹۔ تذکرۃ الرشید مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ۱۰۔ حیات شیخ الاسلامؒ مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۱۔ مجاہد جلیل مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۲۔ حیات شیخ الہندؒ مرتبہ مولانا اصغر حسین ۱۳۔ سفرنامہ اسیر مالٹا مصنفہ حضرت الشیخ قدس سرہٗ ۱۴۔ ماہنامہ الفرقان بابت جمادی الثانی مولانا ابوالحسن ندوی و مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ۱۵۔ ماہنامہ برھان دہلی مولانا سعید احمد اکبرآبادی ۱۶۔ روزنامہ انجام (پشاور) اخبار کا مضمون بعنوان حیات طیبہ از سمیع الحق ۱۷۔ ایشیاء وغیرہ اخبارات کے شمارے بعد از وصال حضرت مدنیؒ ۱۸۔ ہفت روزہ خدام الدین

☆ مدیر دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کا جوابی مکتوب بنام والد ماجد مدظلہ بسلسلہ تعزیت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ موصول ہوا۔ (۱۱ جنوری)

☆ وصل مکتوب الشیخ مبارک علی حفظہ اللہ ورعاہ نائب مدیر العام ب"دار العلوم دیو بند" لتعزیة الشیخ المدنی الی والدی المکرم واخبر نائب المدیر بمرضه من ایام فنرجو اللہ ان یشفیه شفاءً عاجلاً (۱۹ جنوری)

سعودی ریڈیو سے حضرت مدنیؒ کے وفات پر تعزیتی پروگرام:

☆ رادیو المملکة السعودیه ، ازاع عشیة وصال شیخ الا سلام تقریراً و تعزیة بو فاته فی الوقت المعین و القی الشیخ مولانا عبداللہ العباس الندوی فی مناقبه مقالةً بلیغةً یمدح فیه الشیخ وقال ان نعی الوصال کان صاعقةً ورعدً ا ترعدت به القلوب والشعرت به الا فئد ة والعقول .والتقریر شاع فی جریدة الجمعیة دهلی الاردویة بتمامه (۲۱ جنوری)

مجلہ "دارالعلوم" میں شیخ الاسلامؒ کی عظمت شان پر قاری طیب صاحب کا مضمون:

☆ کتب مدیر العام فی المجلة الشهریة المسمی ب" دارالعلوم التی تنشرمن مرکز العلم (الدیوبند). مقالة بلیغة مشتملة علی جلالة شان شیخ الا سلام " حسین احمد المدنی " وتأسف رئیس التحریر تأسفاً شدیدً ا بو فاته ، واعلن بطبع المضامین فی حق الشیخ فی المجلّات الشهریة القادمة.

ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ سے مرثیہ:

شد ماتم حسین کنوں تازہ درجہاں — سادات گشتہ اند مصیبت نشین ہند
نیلی است زیں معاملہ پیراہن عرب — وزخوں گریہ سرخ شد است آستین ہند
ہنداز وفات اوتن بے روح گشتہ است — یعنی کہ بود او نفس واپسین ہند

ولنعم ما قیل:

ابن المحامی عن شریعة احمد — ابن المحقق نهج مذهب احمد
مات الامام العالم الحبر الذی — یهدی علاه کل حبر یهتدی
یا واحد الدنیا و یا فرد الوری — انت الذی جددت دین محمد
فعلیک منی الف الف تحیة — تغشی ضریحک یا قرین الفرقد

مریدوں کے آہ ونالے:

اب چھپ گئے بدبختوں کی قسمت کے ستارے — اس عالم فانی سے میرے پیر سدھارے
روتے ہیں مرید آپ کے دن رات بیچارے — فرقت میں تڑپتے ہیں وہ تقدیر کے مارے
تھی آپ سے اسلام کی ہرشان نمایاں — اک ہند ہی کیا آپ تھے ہر ملک کے پیارے

مرثیہ شیخ عبدالاحد قاسمی:

لیس المحال علی القدیر الاعلم — یستجمع الاوصاف للیشخ الضلیع الاکبر
یا من تفرق ضاحکاً من بیننا — ولنا الوراثة بالبکاء الامطر
حیا سلاماً دائما بالتراب المرقد — یا قسمتا قد فزت من کنف الرئیس الاکبر
طوراً اتری مستغرق المتصوف — اخری علی کشف العلوم الاغمر
طوراً اتزین حفلة الحربة — اخری تشابه یوسف المتبحر
طوراً ترج المحراب بالمواعظ — اخری تسافر احرار وطن الاخضر

....

مجھے اے موت تو اتنا بتا دے — یہ پنجہ ظلم تو کب تک کرے گی
نہ تو کچھ کر سکی قاسم کو لے کر — حسین احمد کو لے کر کیا کرے گی

سلوت به عن کل من کان قبله — واذهلنی عن کل من هو تابعه
لقد بذل الجهود ضحی حیاته — لخدمة دین الله ناء بکلکل

مضت الدھور وما اتین بمثلہ ولقد اتی فعجزن عن نظرا لہ
ماطفل کم سواد وسبق قصہائے دوست صد بار خواندہ ودگرازسر گرفتہ یم
عمر یست کہ ازا فسانہ منصور کہن گشت من از سر نو زندہ کنم دارورسن را
نازنین جہاں ناز فراموش شدند کہ گدائے تو بانداز دگری نازد
پارسایان ہمہ ناز ندبہ زہدو طاعت یک ندیم است کہ بردامن تری نازند
تا بکے فکر تواں کر دسخن تازہ نوشت قصہ شوق حدیثے کے پایا نش نیست

شان مدنی:

صحابہ کی حیات پاک کواس نے نہیں جانا حقیقت میں یہ شان زندگی جس نے نہ پہچانی
وہ حسین کی خلوت شب کی بدولت اب بھی تازہ ہے گداز بوذرؓ و عشق اویسؒ وسوز سلمانیؓ

امام شریعت

مولانا محمد سلیمان نادم

تیری دیار میں جو جاں نثار بیٹھے ہیں بہت اداس بہت سوگوار بیٹھے ہیں
تری جدائی سے ٹوٹا ہے ان پہ غم کا پہاڑ تڑپ رہے ہیں بہت دل فگار بیٹھے ہیں
خداکو علم ہے کیا حشران کااب ہوگا جو دامن اپنا کئے تار تار بیٹھے ہیں
ترے تمام مخالف بھی دشمن جاں بھی سنا ہے غم میں تیرے اشک بار بیٹھے ہیں

تمنا

عمرالدین شاد

چھن گئی ہم سے متاع علم ودانش چھن گئی رنگ کیا دکھلا رہی ہے گردش لیل ونہار
گمراہوں کو جس نے دکھلائی صراط مستقیم اسکے مرقد پر خدا کی رحمتیں ہو بے شمار
ہے تمنا حشر میں اٹھوں ترے خدام میں شاد بھی ہو جائے اپنی آرزو میں کامگار

خدام الدین میں احقر کا تعزیتی مضمون:

رتب الجریدۃ الأسبوعیہ "خدام الدین" فی تذکار الشیخ الاجل (حسین احمد المدنی) عدداً خاصاً ضخیماً انیقاً یشتمل علی سیرتہ و مناقبہ و شاع مضموناً رتبتہ بعنوان "مولانا مدنیؒ، حضرت تھانوی اور مفتی کفایت اللہؒ" مع مقدمۃ وتعارف حررتہ فی مجلۃ غراء تصدر من لاھور تحت اشراف مولانا احمد علی لاھوری

شیخ محمد یوسف بنوری کا مرثیہ:

مجلۃ البرھان تصدر من دلھی تحت اشراف ادارۃ ندوۃ المصنفین شاع مرثیۃ الشیخ العارف باللہ شیخ الاسلامؒ مرثیۃ العقیدۃ والاخلاص بلغۃ العربیہ للاستاذ الشیخ محمد یوسف

البنوری اوّلہٗ
جار الفؤاد مع العین قد سکبا — اذ جاء نابأ للعقل مستلبا
نعی الامام الذی فاق الانام عُلیً — من لا نظیرلہ فی الدھر قد ذھبا
خطب عظیم دھاالا سلام زعزعہ — رزء کبیر فما للصبر مجتلبا
حسین احمد غیث القوم نجعھعم — فی ارض ھند معین الفیض قدنصبا

قطعات تاریخ وفات حضرت مدنیؒ:

لہ الرضوان الاکبر — شان درویشاں از خدا وصال فرمودی
۷۷ ۱۳ھ — ۱۹۵۷ء
پئے سال ہاتف نے آواز دی — ''ہوا گل'' چراغ محمد ہے آج
۱۳۷۷ھ
ہوگئی لو رحلت ''علیم حدیث'' — ''غلام شاہ'' کہلائے حسین احمد کی قسمت تھی
۱۳۷۷ھ — ۱۳۷۷ھ

☆ مولانا محمد میاں صاحب الجمعیۃ دہلی کی جانب سے ایک مراسلہ ''بادشاہ خان اور شیخ الاسلام'' کے مضمون سے متعلق موصول ہوا (۲۹ جنوری ۵۸ء)

☆ ارسلت الی الا ستاذ محمد میاں دھلی الرسالۃ الذی طلب منی تفصیلاً کتبتہ فیہ مقابلتی مع بادشاہ خان یذکر فیہ علاقاتہ مع الشیخ محمود الحسن الدیو بندی والمقالۃ یطبع فی الجمعیۃ شیخ الا سلام نمبر تطبع باسم واحد اصد قائی عزیز الرحمن حیدری (۳۱ جنوری ۵۸)

الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر:

☆ الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر عظیم الشان گنجینہ علوم ومعارف منصۂ شہود پر آ گیا ہے بقول الجمعیۃ کہ جسکے ہاتھ یہ نمبر پہنچے وہ اسے ہدایت نامے کے طور پر پڑھے اور اسے اپنے نسلوں کے لئے محفوظ رکھے۔

☆ مجلۃ الجمعیہ مملوۃ عن مضامین عالیۃ یتعلق بحیات الشیخ و التاثرات العمیقہ من اعماق القلوب

الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر کے بارے میں احساسات:

☆ مختلف اوقات میں الجمعیۃ کے نمبر کا مطالعہ کر رہا ہوں اس کی شہامت، ضخامت وکرامت کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں بقول انور صابری یہ نمبر

غنچہ زندگی کو بخش گئے — جو بہ فیض تمام حسن نو
دیدہ شوق سے پڑھیئے — شیخ کی زندگی کے کچھ پہلو

۱۱۴۶+۲۳۱=۱۳۷۷ھ

جماعت اسلامی کے بارے میں حضرت مدنی کی رائے:

حضرت شیخ مدنیؒ کی رائے جماعت اسلامی کے بارے میں جاننی ہو تو الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۹ کالم ۲ ملاحظہ کیجئے گا۔ جیسے فرمایا اس جماعت نے تو تمام اصحاب کرامؓ کی تنقیص وتوہین کردی

اسلام کے نام پر یہ جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے

دلائل اور براہین سے ثابت کرسکتا ہوں کہ یہ جماعت بھی فرق غیر ناجیہ میں سے ہے۔

شفاء امراض کیلئے عملیات حضرت مدنیؒ:

ہاتھوں کے درد کے لئے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ سات مرتبہ پڑھکر ایک بار دم کیا جائے اور دوران تلاوت موضع درد کو پکڑے رکھے پھر دم کر کے چھوڑ دے دوبارہ اسی طرح پکڑ کر یہ عمل سات دفعہ مع بسم اللہ کے دہرائے ہر بار دم کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور ہر دفعہ مریض سے درد کا حال پوچھتے رہے ان شاء اللہ چند دن میں شفاء حاصل ہو جائے گی۔

ضعف بصر کے متعلق فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد اول وآخر درود شریف اور تین مرتبہ آیت کریمہ فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید پڑھکر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کی پشت پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔

چیچک کیلئے سورۃ رحمٰن نیلے دھاگے پر اس طرح پڑھے کہ ہر فبای آلاء ربکما تکذبان پر ایک گرہ لگا کر دم کیا کرے اور بطور حفظ ماتقدم کے گلے میں ڈال دے اور اگر چیچک نکل آئی ہو تو پڑھکر دم بھی کر دیا کرے

مکتوبات شیخ الاسلام کا مطالعہ:

اطالع مکتوبات الذاخرۃ الانیقۃ النفیسۃ للشیخ الامام الھمام حسین احمد المدنی فی ھذہ الا یام وفیہ سکینۃ وطمانیۃ وعلم ومعرفۃ یثلج بہ الصدور ویشحذ بہ الا ذھان نعم ھی مکاتیب لِلشیخ جدۃً فی ھذا العصر مکاتیب الخالدۃ للشیخ المجدد السر ھندی ، رتبھا الشیخ نجم الدین اصلاحی والآن لھا اجزاء ثلاث و ینشر الجلد الرابع انشاء اللہ (۸مارچ ۱۹۵۸ء)

سرخپوش رہنما خان عبدالغفار خان کا شیخ الہند محمود حسن سے روابط اور تعلق کے اعترافات:

جگہ جگہ اس انٹرویو کا ذکر آیا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کا یہ مکالمہ جو خان عبدالغفار خان المعروف بہ بادشاہ خان سے حضرت مدنیؒ اور شیخ الہند کے ساتھ روابط اور تعلقات کے بارے میں ہوا تھا جو کہ ''بادشاہ خان حضرت شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر'' کے عنوان سے ۵۵ برس قبل الجمعیۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر (بروز ہفتہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۵۸) ص نمبر ۱۰۹ میں شائع ہوا یہ تحریر تاریخ کے بہت بڑے شواہد کی حامل ہے اسلئے نسل نو کی علم وآگہی کے لئے پیش خدمت ہے۔ آج بادشاہ خان مرحوم کے پیرو جہاد آزادی ہند کے ان اکابر کی قربانیوں کو بھولے ہوئے ہیں اور ایک بڑی سامراج امریکہ کے ساتھ کھڑے

ہیں نہ انہیں آزادی ہند میں جہاد وعزیمت کے اکابر دیوبند کی رہنمائی اور قیادت کا اعتراف ہے۔ یہ انٹرویو تاریخ کے ایک نہایت اہم حقیقت سے نقاب ہٹاتا ہے' اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی پچاس سال قبل کی اس نقاب کشائی سے بہت سے حقائق وانکشاف ہوجاتے ہیں (عرفان الحق حقانی)

اکوڑہ خٹک (مغربی پاکستان) پختون رہنما اور جنگ آزادی کے ایک بہت بڑے لیڈر اور تحریک شیخ الہندؒ (ریشمی رومال) کے سرگرم ممبر خان عبدالغفار خان صاحب نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ بادشاہ خان کی اکوڑہ خٹک آمد کے موقعہ پر رات کو جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے ایک وفد نے بادشاہ خان سے ملاقات کی' مولانا عزیز الرحمان اور جناب سمیع الحق صاحب صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے بادشاہ خان سے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک اور ان کے عظیم مجاہدانہ کارناموں اور خفیہ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں جناب سمیع الحق صاحب نے چند سوالات بادشاہ خان کے سامنے رکھے۔ چنانچہ بادشاہ خان نے نہایت خوشی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تحریک حریت اور حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک استخلاص وطن کے مخفی گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ انھوں نے جناب سمیع الحق صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سانحہ ارتحال سے ہندوستان ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگیا اور ہم سے حضرت شیخ الہند (نوراللہ مرقدہ) کے جانشین جدا ہو گئے۔

انہوں نے رقت آمیز انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت تو یقیناً فرما چکے ہوں گے۔ لیکن کارسازگان کو دعائے صبر واستقامت کی ضرورت ہے۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الہندؒ اور ان کی تحریک کے ساتھ اپنی وابستگی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ آزادی کے سلسلے میں حضرت شیخ الہندؒ کو دیوبند میں مقیم افغانی طلباء کے ذریعہ میری سرگرمیوں (سرحد میں تعلیمی شعور بیدار کرنے اور مدارس قائم کرنے اور دیگر کوششوں) کا علم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے طلب فرمایا۔ اور میرے ساتھ تفصیلی گفتگو کی اور مجھے اپنی تحریک میں شامل کرلیا اس لئے کہ ہمارا مقصد ایک ہی تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ چونکہ یاغستان (آزاد قبائل) میں ایک مستحکم مرکز قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے وہ موزوں مقام کی تلاش میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہمیں مامور کیا کہ مرکز کے قیام کے لئے یاغستان چلے جائیں اور وہاں قیام مرکز کے لئے جدوجہد کریں اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس مولانا عبیداللہ سندھی کو بھی عنقریب بھیجدوں گا جب تک وہ آپ کے ساتھ نہ ملیں آپ لوگ واپس نہ ہوں۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہوکر حضرت حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الہندؒ دیوبندی کی ہدایات کے مطابق ضروری امور سے انہیں مطلع کیا اس کے بعد میں اور مولانا فضل محمود صاحب مخفی (جو ریاست دیر کے میند علاقہ کے رہنے والے بڑے مجاہد تھے) مرکز کے سلسلے میں یاغستان

گئے ۔ اگر چہ انگریز کی نگرانی انتہائی سخت تھی جس کی وجہ سے ایسے اہم کام اور خطرناک اقدام کا تصور کرنا بھی مہلک تھا۔ لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری ۔ ہر جگہ جاسوسی کا ایک جال پھیلا ہوا تھا۔ اس لئے ہم اجمیر شریف کے بہانے سے سفر پر نکلے اور ملاکنڈ کے راستہ پیدل روانہ ہوئے اور قبائل کو جناب مخفی صاحب کے چچازاد بھائی کی امداد و اعانت سے وہاں پہونچے وہاں حالات دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبائل میں صرف دو قبیلے ایسے ہیں جن پر فرنگیوں کا اثر نہیں ۔ سلارزئی اور مہمند ۔ چنانچہ ہم نے کافی صعوبت اٹھانے اور تگ و دو کے بعد ان ہر دو قبائل کی حمایت و اعانت سے مقام ''زیگی'' ریاست باجوڑ کو مرکز بنانے میں کامیابی حاصل کی اور مسلسل دو مہینہ تک مولانا سندھی صاحبؒ کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آئے تو ہم اپنے علاقہ واپس ہو کر دیوبند گئے اور شیخ محمود حسن دیوبندیؒ کو تمام حالات و کارگذاری سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی ''زیگی'' کا مرکز ہونا پسند فرمایا۔ جس کے مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ خود یہاں تشریف لانے والے تھے اس اثناء میں جناب مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ فتحپوری بھی حاجی صاحب ترنگ زئی کی خدمت میں حضرت شیخ الہندؒ کی جانب سے بطور قاصد خاص آگئے ۔ (میں نے خود ان کے درمیان خط و کتابت کی کافی فرائض انجام دیئے ہیں) لیکن قبل اس کے کہ کوئی عملدرآمد شروع کیا جائے پہلی عالمگیر جنگ چھڑ گئی۔

حالات کی نزاکت کے باوجود حاجی صاحب مرحوم اور ہم نے اپنی جدوجہد رکھی اور حضرت شیخ الہند کے یہاں آمد و رفت جاری رہی ۔ بادشاہ خان نے اس سوال کے جواب میں کہ جب انگریز کی نگرانی اتنی کڑی تھی تو اتنی آمد و رفت اور دیوبند میں قیام کیسے ممکن تھا۔ فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ مجھے اپنے مکان میں خفیہ رکھتے تھے اور کئی کئی دن اس گھر سے باہر نہ نکلتے اور اس کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ دیوبند سے باہر کسی غیر معروف اسٹیشن پر مجھ سے مل جاتے جس سے سی، آئی، ڈی کو یہ مشکل پتہ لگ سکتا اور وہ مجھے ضروری ہدایات سپرد کر دیتے ۔

جنگ عظیم چھڑنے پر حاجی صاحب ترنگ زئیؒ علاقہ نبیر چلے گئے اور وہاں سے سرفروشوں کی ایک جماعت تیار کر کے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور کافی عرصہ تک نہایت جوانمردی، بہادری اور کامیابی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ جناب سمیع الحق صاحب نے حاجی صاحب مرحوم کے اس جہاد کی ناکامی کے وجوہات کے متعلق استفسار کیا تو بادشاہ خان نے فرمایا کہ ایک اہم وجہ تو حاجی صاحب مرحوم کی اپنی اجتہادی غلطی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جہاد کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی ۔ بلکہ ایک مختصر سی جماعت کو لیکر انگریز جیسے جابر اور مضبوط طاقت سے ٹکر لی ۔ اگر چہ حاجی صاحب کے جانفروش سپاہیوں نے ذرہ برابر دریغ نہ کیا لیکن مجاہدین کو بالآخر سامان رسد کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ حالانکہ شیخ الہندؒ کے پروگرام کے مطابق پورے سارے سرحدی علاقوں کو منظم اور متحد کرنا اور اس کو مضبوط محاذ جنگ بنانا ضروری تھا۔ اس کے بعد دشمن پر حملہ کرنا تھا اس کے علاوہ جہاد میں شکست کی ایک وجہ ان نام نہاد مولویوں اور خوانین کی گدیاں بھی ہوئیں ۔ جو صرف اپنی معمولی اقتدار، گدیوں کے بچاؤ اور انگریز کے کٹھ

تپلی بننے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس کے بعد حاجی صاحب کی گرفتاری کا سخت خطرہ تھا اور حضرت شیخ الہند کی ہدایت بھی تھی اس لئے آپ آزاد قبائل یاغستان ہجرت کر گئے۔ ان آیام میں مجھے بھی حراست میں لے لیا گیا تھا اور صرف مجھ کو اور میرے گاؤں والوں کو ایک لاکھ جرمانہ ادا کرنا پڑا اور سارے مدارس بند کر دیئے گئے تھے۔ جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی ''جماعتِ مجاہدین'' کے متعلق کہا کہ حضرت شیخ الہند اور دیگر زعماء (آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لیا) نے ان مجاہدین سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ زیادہ تر حسن عقیدت اور ان کی سابقہ شاندار روایات اور ان سے دور رہنے کی وجہ سے تھیں۔

بادشاہ خان نے مولانا عبیداللہ سندھی کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب عرف منصور انصاری نے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر کابل ہجرت کر کے وہاں کام شروع کر دیا چنانچہ جب ہندوستان سے عام ہجرت کے سلسلے میں ہم نے کابل ہجرت کی تو وہاں ان حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔

ریشمی خطوط کے متعلق بادشاہ خان نے کہا کہ ریشم کے بیل بوٹوں کی شکل میں کپڑوں پر خطوط لکھ کر حضرت شیخ لہند کی خدمت میں بھیجے جا رہے تھے جس کے نام سے یہ تحریک مشہور ہوئی۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس تحریک میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مولانا عبیداللہ سندھیؒ۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہٗ۔ حضرت حاجی ترنگ زئی صاحبؒ۔ مولانا فضل محمود صاحب مخفیؒ۔ مولانا عبدالعزیزؒ مولانا عزیر گل صاحبؒ۔ مولانا محمد میاں صاحبؒ عرف منصور انصاری مہاجر کابل۔ مولانا سیف الرحمٰن نے علی الخصوص کارہائے نمایاں انجام دیئے (ان کے علاوہ کئی قابل ذکر حضرات بھی تھے جو اس وقت ذہن میں نہیں۔ جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے فرمایا کہ میں باقاعدہ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت بھی ہو چکا ہوں۔ وہ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے۔ خان عبدالغفار خان نے کہا کہ تحریک کے ساتھ ربط و تعلق اور میری سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء ۱۹۱۲ء سے ہوا جبکہ میں نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی۔ بادشاہ خان نے راقم الحروف کے ایک جواب میں کہا کہ میں نے تقریباً ۳۵ برس تک جیل کاٹی ہے۔

بادشاہ خان نے آخر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار فرمایا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ اس سے قبل انہوں نے اکوڑہ خٹک کے ایک عام جلسہ میں بھی حضرت شیخ مدنیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ ابھی حال ہی میں ہم اس عظیم شخصیت سے محروم ہوئے جنہوں نے ساری عمر انگریز کو مصیبت اور پریشانی میں رکھا جنہوں نے ملک وملت کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی خودنوشت سوانح نقش حیات (میرے ذاتی نسخہ) پر دستخط کرتے ہوئے لکھا کہ مذہب، پیار، محبت، سچائی اور مخلوق خدا کی خدمت کا

نام ہے۔ بادشاہ خان نے جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ سے انکشاف کیا کہ میں نے تحریک حریت کا آغاز سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور اپنی سوانح میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں میں نے تحریک اور تحریک شیخ الہندؒ اور دیوبند کے ساتھ اپنے روابط و تعلق پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور تمام گوشے قیام پاکستان تک واضح کیے گئے ہیں۔ صرف ترتیب اور نظر ثانی باقی ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے ادھوری پڑی ہے۔ میں نے اس موقعہ پر کہا کہ اگر گستاخی نہ ہو تو میرے خیال میں یہ کتاب آپ کے دوروں سے تو کیا خود آپ سے بھی زیادہ قیمتی اور جلد قابل توجہ ہے۔ انہوں نے ہنس کر فرمایا میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ عنقریب اسکے لئے فرصت نکالوں گا۔

آخر میں انہوں نے جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کو ایک پیغام میں کہا کہ وہ بیدار ہو کر اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریق کار اور کارناموں سے سبق لیں۔ کیونکہ غفلت کا انجام ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

دارالعلوم حقانیہ اور جمعیۃ الطلباء نے اپنے مقدس شیخ کے سانحہ وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔ تعزیتی جلسے کر کے ریزولیوشن پاس کرائے۔ نیز کئی دن تک ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی گئی۔ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب سابق استاذ دارالعلوم دیوبند نے اپنے تعزیتی مکتوب میں ان تمام متوسلین شیخؒ و متعلقین کا شکریہ ادا کیا ہے جو حضرت شیخ الاسلامؒ نے نسبت کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا تعزیتی خطوط و پیغامات ارسال کئے نیز حضرت شیخؒ کے نقش قدم پر چلنے کی اپیل کی۔

ضروری نوٹ (یہ الجمعیۃ کی طرف سے اضافہ ہے، جو غالباً مولانا محمد میاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے):

اس تحریک میں ریشمی رومال کو تحریک کا جزیا پروگرام جیسی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ اس بنا پر ریشمی رومال کی تفسیر و تشریح میں خود قائدین تحریک کے بیان مختلف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی و گیاوی حضرت شیخ الاسلامؒ کے حوالہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ رومال پر ریشم سے حروف لکھے جاتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو پہاڑوں کے راستے بھیجے جاتے تھے سب سے زیادہ صحیح بات وہ ہے جو صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب نے تحریر فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ نام انگریزوں کی تحقیقاتی کمیٹی کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ ہدایات قبائل میں ریشمی رومال کے ذریعہ گئی تھیں بلکہ احقر کو یاد ہے کہ ایک بوڑھے شخص (جن کا اب انتقال ہو گیا ہے) حضرت قدس سرہٗ کے پاس آتے تھے۔ وہ کاغذ کا پھول بہت عمدہ بناتے تھے وہ کاغذ کے گلدستے بناتے ان میں دیوبند سے جاری شدہ ہدایات کا خط رکھا ہوا ہوتا۔ پھر وہ گلدستہ پشاور جا کر بکتا اس کی قیمت بہت بتائی جاتی تا کہ صرف وہی تاجر خریدیں کہ جو کابل سے آئے ہیں اور اس راز میں شریک ہیں اور اس طرح وہ خط حضرت مولانا عبید اللہ مرحوم تک پہونچتا تھا۔ ایک صاحب اور دیوبند کے قریب گاؤں میں رہتے تھے۔ موصوف کے ذریعہ ایک مرتبہ ایک خط حضرت شیخ الہندؒ نے سرحد بھیجا تھا۔ اور پیدل سفر کرایا تھا ایک تلوار بھی موصوف کو دی تھی وغیرہ۔ غرض ہدایات مختلف اوقات میں مختلف ذرائع سے گئیں مگر انگریزوں کے ہاتھ صرف وہ ریشمی رومال والی بات لگ گئی جس کو انہوں نے عنوان بنا لیا''۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۰۹)

سلسلہ خطبات جمعہ	شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ایفائے عہد اور اسلامی تعلیمات

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل۔۳۴)

(ترجمہ) اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

و عن عبد اللہ ابن ابی الحمساء قال بایعت النبی ﷺ قبل ان یبعث و بقیت لہٗ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بھا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فاذا ھو فی مکانہ فقال لقد شققت علیّ انا ھھنا منذ ثلث انتظر ک (رواہ ابو داود)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن الحمساءؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے نبی کی حیثیت سے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ میں نے آپ سے کسی چیز کو خریدا۔ اور اسکے کچھ حصہ کی ادائیگی مجھ پر باقی رہ گئی اور میں نے وعدہ کیا کہ میں باقی قیمت لے کر اسی جگہ جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر خدمت ہونگا۔ لیکن میں اس وعدہ کو بھول گیا۔ اور مجھے تین دن بعد یہ بات یاد آئی کہ میں نے آپ ﷺ سے کوئی وعدہ کیا تھا۔ میں وہ بقیہ رقم لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی زحمت میں مبتلا کیا میں تین دن سے یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

ایفائے عہد انبیاءؑ کا وطیرہ:

محترم حاضرین! میں نے آج ایک آیت کریمہ کا ٹکڑا اور حدیث شریف کا ذکر کیا۔ آمیں اللہ کے حکم اور آنحضرت ﷺ کا عمل یہ تعلیم دے رہا ہے کہ ایفائے عہد یا وعدہ پورا کرنا ایک ایسا حکم ہے جو اسلام سے قبل ادیان میں بھی موجود تھا۔ تمام انبیاء کرام و رسل عظام وعدہ کی محافظت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے بارہ میں قرآن مجید میں ذکر ہے کہ " وابراھیم الذی وفّی " اور وہ ابراہیم جس نے وعدہ پورا کر دیا شومئی قسمت کہ آج مسلمان اس حکم میں غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر کے اس جرم کو جرم ہی نہیں سمجھتے۔ ایفاء عہد کا اندازہ آپ حضرات مذکورہ حدیث سے

بخوبی لگا سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تین دن کا انتظار محض اسلئے فرمایا۔ کہ جس شخص سے وعدہ کیا ہے اگر یہ صاحب اس مقام پر آجائیں اور میں حاضر نہ ہوں اسے تکلیف ہوگی۔ وعدہ پورا کرنے کی سید المرسلین ﷺ نے یہ عملی تعلیم دے کر امت کو ایک بہترین نمونہ پیش فرمایا یہی وجہ ہے کہ فقہائے عظام کا ایک گروہ جس میں عمر بن عبدالعزیزؒ بھی شامل ہیں وعدہ پورا کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

ایفائے عہد اور صحابہؓ:

اگرچہ بعض علماء کرام اسے مستحب کا قول فرماتے ہیں ہم اگر اسلامی تاریخی کتب کا مطالعہ کریں تو بے شمار ایسے واقعات سے آگاہی ہوگی جس میں صحابہ کرامؓ نے وعدے کا کس شاندار انداز میں لحاظ فرمایا ہے۔ ایک روایت ہے۔

عن سلیم بن عامر قال کان بین معاویہ و اھل الروم عھدٌ و کان یسیر قبل بلا دھم حتی اذا انقض العھد اغار علیھم فجاء رجلٌ علی فرس ھویقول اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر فنظر و ا فاذا ھو عمرو بن عنبسہ فسألو ا معاویہ عن ذالک. فقال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من کان بینہٗ وبین قوم عھدٌ فلا یحلّن عھدا ولا یشدّ نہٗ حتی یمضی امدہ اوینبذ الیھم علی سواء قال فرجع معاویہؓ باالناس (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت سلیم بن عامرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اور رومیوں کے درمیان ایک خاص مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ تھا اور حضرت معاویہ ان کے شہروں کے طرف چل رہے تھے تا کہ عہد ختم ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا جائے اتنے میں ایک گھوڑے پر ایک سوار آیا جو اللہ اکبر پکار رہا تھا (یہ بھی کہہ رہا تھا) ایفاء عہد کرنا تھا نہ کہ عہد کا توڑنا۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ عمرو بن عنبسہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے فرمایا (کہ کیسی وعدہ خلافی ہے) حضرت ابن عنبسہؓ نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہوا ہو تو اس معاہدہ کو نہ توڑے اور مدت پورا ہونے سے پہلے نہ اسکی مزید مضبوطی کی کوشش کرے نیز مدت ختم ہونے سے پہلے ان علاقوں کی طرف سفر بھی نہ کرے۔ یا عہد کو برابر (یعنی دوسرے فریق کو اطلاع دے کر) ختم کر دیا جائے پس حضرت معاویہؓ ساتھیوں سمیت واپس روانہ ہوئے۔ حضرت معاویہؓ کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ حملہ کرنے تک عہد پورا ہو جائے گا دشمنوں کو سنبھلنے کا موقع نہ ملنے پر ہم ان کو ختم کر دیں گے لیکن جب ان کو وعدہ کے تکمیل کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو یاد دلایا گیا وہ فوراً واپس ہوئے۔

ہرمزان کی عہد شکنی اور حضرت عمرؓ کا عمل:

محترم حاضرین:۔تاریخ کے کتب میں حضرت عمرؓ کا واقعہ موجود ہے جس سے معلوم ہوگا۔کہ اس وقت مسلمان اپنی زبان کے کس قدر پابند تھے۔وعدہ توڑنے اور مکرنے کیلئے نہیں کرتے ہے بلکہ اپنی زبان سے جو لفظ نکالتے اسے پتھر کی لکیر سمجھتے۔ ہرمزان ایرانیوں کے لشکر کے امیر اور سردار تھے ایک دفعہ شکست خوردہ ہوکر جزیہ دینا قبول کیا مگر کچھ عرصہ بعد بغاوت کر کے دوبارہ مسلمانوں کے مقابلہ پر اتر آیا لیکن شکست کھا کر گرفتار ہوا۔اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر دیبا کی قبا زیب تن، کمر سے تلوار آویزاں قیمتی جواہر سے آراستہ،عدالت فاروقی میں حاضر ہوا۔آپ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔فرمایا تم نے بار بار بدعہدی کی لہذا اس کا بدلہ تجھ سے لیا جائے تو تیرا کیا عذر ہوگا؟ ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ میرا عذر سننے سے پہلے ہی مجھے قتل کردیا جائے گا۔آپؓ نے فرمایا ہرگز نہیں ایسا نہ ہوگا۔تم کوئی خوف نہ کرو۔ ہرمزان نے کہا مجھے پانی پلادو۔حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا۔ ہرمزان نے پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑ کر کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ پانی پیتے وقت میں قتل کردیا جاؤں گا فرمایا جب تک تم پانی پی نہ لو اور اپنا عذر بیان نہ کردو اس وقت تک آپ کوئی خطرہ محسوس نہ کریں ہرمزان نے پانی کا گلاس زمین پر رکھ کر کہا۔آپ نے مجھے امان دی ہے آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے۔لہذا میں پانی نہیں پیتا۔حضرت عمرؓ کو اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر غصہ آیا۔لیکن درمیان میں حضرت انسؓ بول اٹھے اور فرمایا۔امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک اپنا عذر پورا نہ کہہ لو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو۔کسی قسم کے خطرہ کا سامنا نہ کروگے حضرت انسؓ کے کلام کی بعض دیگر صحابہ کرام نے بھی تائید کی۔حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ہرمزان۔تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکہ نہیں دوں گا۔اسلام نے ہمیں عہد شکنی کی تعلیم نہیں دی۔ایفاء عہد کا نتیجہ یہ ہوا۔کہ ہرمزان مسلمان ہوا۔امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اسکی دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر کردی۔

دوستو! صحابہ کرامؓ اسلام اور حضورﷺ کی تعلیمات کا عملی نمونہ بن کر غیر مسلم ان کے عمل و کردار کو دیکھ کر ایمان سے مشرف ہوجاتے نہ تلوار کی ضرورت پڑتی اور نہ خون ریزی کی۔

ایفائے عہد کا دوسرا واقعہ:

محترم سامعین! اس قسم کا ایک اور عبرت انگیز اور بے مثالی واقعہ ذکر کررہا ہوں۔جو اس دور کے مسلمانوں کے عہد شکنی اور وعدہ خلافی پر نظر ثانی کرنے کیلئے بہترین نسخہ ہے۔اس سے تکمیل وعدہ کی اہمیت مزید اجاگر ہوجاتی ہے۔ عہد فاروقی کا واقعہ ہے ایک دن دربار فاروقی میں انصاف و عدل کا سلسلہ جاری تھا۔اکابر صحابہ کرام موجود تھے مختلف النواع کے معاملات پیش ہورہے تھے کہ اچانک ایک خوبصورت نوجوان کو دو آدمی پکڑے ہوئے حاضر ہوئے اور فریاد کی

''امیر المومنین'' اس ظالم سے ہمارا حق ہمیں دلوا دیجئے۔ کیونکہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو قتل کر ڈالا ہے۔ فاروق اعظم نے نوجوان کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ ان دونوں نوجوانوں کا دعوی سن چکے ہو اب تیرا کیا جواب ہے۔ اس نوجوان نے حضرت امیر المومنین کے سامنے پورا واقعہ سنا دیا کہا ہاں مجھ سے یہ جرم سرزد ہوا ہے۔ اور میں نے طیش میں آکر پتھر کا اسکے سر پر دے مارا جسکی تاب نہ لاکر بوڑھا ضعیف مر گیا۔ امیر المومنین نے فرمایا جب تمہیں اسکے قتل کرنے کا اقرار ہے تو اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا ہے۔ جس سے تمہاری جان چلی جائے گی نوجوان نے سر جھکا کر کہا مجھے شریعت کا فیصلہ اور امیر المومنین کا حکم منظور ہے لیکن ایک درخواست ہے فرمایا وہ کیا ہے میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے والد نے مرتے وقت کچھ سونا سپرد کر کے کہا تھا کہ جب یہ بالغ ہو جائے تو اس کے حوالہ کر دو میں نے اس سونے کو ایک جگہ دفن کر دیا ہے جس کا میرے علاوہ اور کسی کو علم نہیں اگر وہ سونا میرے چھوٹے بھائی کو نہ ملا تو کل روز قیامت میں پکڑا جاؤں گا لہٰذا درخواست ہے کہ مجھے تین دن کیلئے ضمانت پر چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ امانت دے کر آؤں۔ امیر المومنین نے سر جھکا کر کچھ دیر غور فرمایا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ اچھا کون تیرا ضامن ہوگا؟ کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کیلئے حاضر ہو گا نوجوان بھرے مجمع پر نظر دوڑا کر ابوذر غفاریؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا ''یہ میری ضمانت دینگے فاروق اعظمؓ نے فرمایا تم اس نوجوان کی ضمانت کرتے ہو؟ ابوذرؓ نے فرمایا ہاں۔ میں ضمانت کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن کے بعد عدالت میں حاضر ہوگا۔ اس پر حضرت عمرؓ اور دونوں مدعیان راضی ہو گئے نوجوان پا بہ رکاب ہو کر دربار فاروقی سے روانہ ہوا۔ دن گزرتے رہے۔ اب تیسرا دن تھا۔ امیر المومنین کا دربار حسب معمول قائم ہو کر تمام اجلہ صحابہ کرام تشریف فرما ہوئے وہ دونوں مدعی اور حضرت ابوذرؓ تشریف لائے۔ مجرم کا انتظار ہو رہا ہے وقت قریب ہوتا جا رہا ہے۔ اور مجرم کو دور دور کوئی پتہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ میں ابوذرؓ کے بارہ میں تشویش پیدا ہو گئی۔ مدعیان نے کہا'' اے ابوذرؓ '' ہمارا مجرم کہاں ہے ابوذر نے ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جوابا کہا۔ اگر مقررہ وقت مجرم حاضر نہ ہوا تو ابوذر تو حاضر ہے۔ میں اپنی ضمانت پوری کرونگا۔ امیر المومنین بھی جوش میں آئے اور فرمایا اگر مجرم حاضر نہ ہو سکا۔ تو ابوذرؓ کے ساتھ وہی کاروائی ہوگی جو شریعت اسلامی کا تقاضا ہے۔ صحابہ کرام آبدیدہ ہوئے۔ ابوذرؓ کے بارہ میں تشویش بڑھنے لگی۔ لوگوں نے مدعیان سے کہنا شروع کر دیا کہ تم خون بہا قبول کر لو لیکن وہ قصاص لینے پر بضد تھے۔ صحابہ کرام اس پریشانی میں تھے کہ اچانک وہ مجرم نمودار ہوا۔ اس کیفیت میں کہ پسینے سے شرابور تھا۔ سانس پھولی ہوئی تھی حاضر ہو کر عمر فاروقؓ کے سامنے خندہ پیشانی سے سلام کر کے کہا ''امیر المومنین'' میں نے یتیم بھائی کو اپنے ماموں کے سپرد کر کے اسکی امانت جائداد بھی دیدی، اب آپ اللہ ورسول کا حکم بجالائیں۔

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: امیر المومنین اللہ کی قسم میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ نوجوان کون اور کہاں کے رہنے

والے ہیں؟ اور نہ کبھی اسکی صورت دیکھی تھی۔ مگر سب کو چھوڑ کر اس نے مجھے اپنا ضامن بنایا تو مجھے انکار خلاف مروت معلوم ہوا۔ اور اس کے چہرے نے مجھے یقین دلایا کہ یہ شخص عہد میں سچا ہوگا۔ اس کے واپسی سے لوگوں میں غیر معمولی جوش پیدا ہوگیا تھا کہ اچانک دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آکر عرض کیا ''امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا ہے سب حاضرین نے نعرہ مسرت بلند کیا اور عمر فاروقؓ کا چہرہ مسرت وشادمانی سے چمکنے لگا اور فرمایا میں تمہارے باپ کو خون بہا بیت المال سے ادا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا امیر المومنین ہم اس حق کو خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے معاف کر چکے لہٰذا اب کچھ لینے کا حق نہیں اور نہ لیں گے۔

وعدہ خلافی علامت نفاق:

محترم سامعین! ایفائے عہد کا کیسا عجیب اثر ہوا کہ ان دونوں نوجوانوں نے اپنے باپ کا خون بہا معاف کر دیا۔ ہم بھی ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم وعدوں کا کتنا پاس کرتے ہیں۔ میں نے کئی بار آپ حضرات کو یہ حدیث سنائی ہے کہ وعدہ خلافی منافقت کی علامت ہے۔ حضورﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ ایک ان میں وعدہ خلافی ہے اذا وعد اخلف . یعنی منافق آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو اسکے خلاف کرتا ہے۔

دورِ حاضر کے عوام وخواص کا اجتماعی گناہ:

معزز سامعین! آج ہم اگر سوچیں تو مجموعی طور پر اس عظیم گناہ میں سب شریک ہیں عوام سے لیکر لیڈر ان تک اور لیڈر سے لیکر حکمران تک سب کے سب وعدہ خلافی کے بہت بڑے گناہ میں مبتلا ہیں۔ اگر ہم اسلام کے اس ایک اہم اور عظیم حکم پر عمل کریں۔ تو ہمارے معاشرے سے بیسیوں گناہ اور نفرتیں، بےامنی اور افراتفری، جنگ وجدل کی فضا ختم ہوجائے گی اور قرون اولیٰ جیسے حالات، امن ومحبت وبھائی چارہ کا معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے تقسیم کیوقت مسلمان مردوزن کا ایک ہی نعرہ تھا کہ ہمیں غیر مسلموں سے الگ خطہ دیا جائے جو استعماری اور استحصالی قوتوں کے چنگل سے آزاد کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام وشریعت کی نعمت سے مالا مال ہوگا۔ یہ ہمارا اللہ سے عہد اور وعدہ تھا۔ پینسٹھ سال گزرنے کے باوجود بھی یہ ملک خداداد اسلامی نظام کی نعمت سے محروم ہے۔ جسکی سزا اللہ کی طرف مختلف شکلوں میں مل رہی ہے ہم اس نظام کیلئے تگ ودو کرنے کی بجائے مفادات کے چکروں میں مبتلا ہیں۔ اس وعدہ خلافی کے جرم میں نہ صرف ہر دور کے حکمران، سیاستدان بلکہ پورے ملک کے مسلمان بھی عنداللہ جوابدہ ہونگیں کیونکہ ہر ایک فرد نے اسلام کے نظام کے اجراء لئے کماحقہٗ حق ادا نہیں کیا۔ رب کائنات ہم سب کو اللہ اور اسکے بندوں سے کئے ہوئے عہود کے ایفائے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین

مرتب: حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب بنیریؒ*

اسلام کے عائلی نظام اور مغرب زدہ طبقوں کی ریشہ دوانیاں

دارالعلوم حقانیہ کے بورڈ کی طرف سے شادی کمیشن کی سفارشات پر تنقید و تبصرہ

تقریباً نصف صدی قبل 1956ء میں مغربی اور سیکولر لابیوں سے مرعوب روشن خیالوں نے اسلام کے عائلی نظام نکاح' طلاق' تعدد ازدواج میں اصلاح کے نام پر ایک شادی کمیشن قائم کیا جو اس سارے نظام کے بارہ میں سفارشات پیش کریں' ان سفارشات پر ملک بھر میں تنقید کا ایک طوفان اٹھا کمیشن کے ایک غیرت مند رکن جید عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم نے اختلافی نوٹ میں سفارشات کا مدلل توڑ کیا' انہی سفارشات کے نتیجہ میں اس وقت کے ڈکٹیٹر فوجی سربراہ صدر ایوب نے موجودہ عائلی قوانین نافذ کیے جو اب تک رائج ہیں' کمیشن نے ان سفارشات کے بارہ میں دارالعلوم حقانیہ سے بھی رائے مانگی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ نے اس وقت کے مفتی اور جید استاد مولانا مفتی محمد یوسف بنیری قدس سرہ کی نگرانی میں اساتذہ کا ایک بورڈ قائم کیا' جو ان سفارشات پر اپنی رائے اور تنقید و تبصرہ کرے' مولانا مفتی محمد یوسف مرحوم نے حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ کے مشاورت سے مفصل تنقیدی جواب لکھا' جس پر اس وقت کے صدر المدرسین استاذی مولانا عبدالغفور سواتیؒ نے بھی دستخط ثبت کیے۔ ۵۰ سال قبل کی یہ عالمانہ اور وقیع تحریر میرے مسودات میں محفوظ تھی روشن خیالوں کے ہاں آج بھی انہی مسائل کو مشق تنقید بنانے کا سلسلہ جاری ہے' اس لحاظ سے یہ تحریر فتنہ پردازوں کیلئے آج بھی تازہ ہے (سمیع الحق)

شادی کمیشن کی سفارشات پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ کی طرف سے قائم شدہ بورڈ کا تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت نے شادی کے متعلق قوانین کے لئے ایک کمیشن بنایا تھا' جس نے چند سفارشات پر مستقل ایک رپورٹ پیش کی ہے' رپورٹ کا مکمل متن اگرچہ ہمارے سامنے نہیں ہے' اور ہرچند کہ اس کے شائع کرانے کی کوشش کی گئی' مگر تاحال منظر عام پر نہ آسکی' اس کے بعض دفعات اخبارات میں شائع کیے جاچکے ہیں' اور ملک کے مختلف مکاتب فکر کی طرف سے ان پر اظہار خیال بھی کیا گیا ہے۔

---

* سابق مدرس و مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مسلمانان پاکستان ہرنئی تبدیلی کی ابتداء میں اس بات کے متمنی رہتے ہیں کہ ملک کا سربراہ اور با اقتدار طبقہ جس کے ہاتھ میں ملک کے اختیارات ہیں' قومی اور ملی مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی مفید پروگرام مرتب کر کے اب کی دفعہ اس کو کامیاب بنانے کے لئے ایسا لائحہ عمل اختیار کریں گے' جس سے تمام مسائل حل ہو کر مشکلات رفع ہو جائیں گی' مگر بدقسمتی سے ہر دور میں مایوسی کے سوا کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا' دستور بننے کے بعد قوی امید تھی' کہ اب یہ حضرات ایمانداری اور دیانت سے کام کر کے جلد از جلد دستور کے مطابق اسلامی قوانین کو کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب کر کے ملکی نظام کی تعمیر نو اس کے مطابق کریں گے' لیکن شادی کمیشن کی سفارشات نے قوم کی توقعات کو خاک میں ملا دیا۔ سفارشات کی بعض دفعات کو اخبارات میں پڑھ کر حد درجہ تعجب ہوا کہ ایک طرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جانب سے قوم کو یہ اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ ''کوئی قانون کتاب وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا'' اور دوسری طرف ایسے دفعات کو قانونی حیثیت دینے کی سفارشات کی جا رہی ہیں' جن کا نہ صرف کتاب وسنت میں نام و نشان نہیں' بلکہ وہ اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی بھی ہیں' عہد نبویؐ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے تعامل پر جتنی دوریں گزر چکی ہیں' ان میں سے کسی ایک دور کی بھی نشاندہی نہیں کی جا سکتی ہے' کہ اس دور میں شدید سے شدید تر اختلافات اور سیاسی انقلابات کے باوجود ان دفعات کی طرف امت میں سے کسی نے التفات بھی کیا ہو آخر قول و عمل کا تضاد کب تک رہے گا' **الم یان للذین آمنو ان تخشع قلوبهم لذکر الله وما نزل من الحق (الایة)**

اس سے بڑھ کر قابل افسوس بات یہ ہے کہ سفارشات کے متعلق بعض ان خواتین اور بیگمات نے جن کی ساری زندگی لندن اور امریکہ کے تفریحی تقریبات میں گزر چکی ہے اور اسلام کا صحیح علم نہیں رکھتی ہیں۔ یہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ یہ رپورٹ ہمیں اسلام کے مطابق اور پاکستانی عورتوں کے مشکلات کے حل کے لئے کامیاب اقدام ہے' ہماری رائے سفارشات کے شائع شدہ دفعات کے متعلق کتاب وسنت اور چودہ سو سال کے تعامل امت کی روشنی میں قطعی طور پر یہ ہے۔ کہ کمیشن نے اپنی سفارشات میں اسلامی شریعت کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جن دفعات کو ہم قابل تنقید سمجھتے ہیں' ان پر بقدر ضرورت تبصرہ کریں تاکہ کمیشن حکومت اور علامۃ الناس پر واضح ہو جائے' کہ ایسے دفعات کتاب وسنت پر مبنی عائلی قوانین کے لئے تو سفارشات نہیں بن سکتی ہیں' البتہ ہوا پرست لوگوں کی خواہشات پورا کرنے کیلئے ایک چال ضرور ہے۔ جو مسلمانوں کے ایمانی جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔

ذیل میں وہ دفعات نمبر وار بعہ تبصرہ کے ذکر کئے جاتے ہیں' جن کو ہم کتاب وسنت کے منافی سمجھتے ہیں۔

دفعہ 1: کوئی شخص عدالت کی منظوری کے بغیر پہلی بیوی کی زندگی میں دوسری شادی نہ کر سکے گا

تنقید و تبصرہ:

اسلامی شریعت نے عقد اول اور عقد ثانی وثالث ورابع میں کوئی فرق نہیں کیا ہے' ان سب کی کھلی اجازت ہے' اگر عقد اول کسی عدالت کی اجازت کے ساتھ مشروط نہیں ہوسکتا۔ تو ثانی کیا ثالث ورابع بھی نہیں ہوسکتا کہ اس طرح کی سفارشات اسی صورت میں قابل غور ہوسکتی ہیں جبکہ پہلے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ تعدد ازواج ایک برا فعل ہے' جن کو اگر نہ روکا جاسکا تو کم ازکم اس پر پابندیاں ہی عائد ہونی چاہیں لیکن یہ اسلام کے فلسفہ قانون کا نظریہ نہیں بلکہ مسیحی فلسفہ قانون کا نقطہ نظر ہے' اس لئے اسلامی قانون کی بحث میں ایسی سفارشات پیش کرنا جن کا بنیادی تصور ہی اسلام کے تصور سے مختلف ہو' بالکل اصول غلط ہے۔

اسلام اور تعدد ازدواج:

ہماری قوم کی انتہائی بدقسمتی یہ ہے۔ کہ اس میں اب بھی ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرکے پھر بھی اسلامی نظریات کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں' بلکہ مسیحی یورپ سے مرعوب ہوکر مغربی نظریات پر ایمان رکھتے ہیں۔ تعدد ازدواج' مذہب اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ بعض تمدنی اور اخلاقی مصالح کی بناء پر مستحسن اور مطلوب بھی ہے' مگر مسیحی یورپ کے مقلدین مغربیت سے متاثر ہوکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام میں تعدد ازدواج ایک قبیح فعل ہے' جس کے روکنے کے لئے ہر ممکن سے ممکن تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔

اگر ہم یوں کہیں کہ سفارشات میں یہ دفعہ رکھی ہی اس لئے گئی ہے کہ اسکو قانونی حیثیت دے دینے کے بعد تعدد ازواج کو عملاً منسوخ کردیا جائے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ ذیل میں مسئلہ تعدد ازواج کی مختصر توضیح کیجاتی ہے تاکہ یہ غلط فہمی دور ہوجائے کہ اسلام میں تعدد ازواج ایک ممنوع فعل ہے۔

کتاب اللہ اور تعدد ازواج:

قرآن کریم نے صریح لفظوں میں تعدد ازواج کی اجازت دی ہے۔ اور متعدد بیویوں کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ اگر ظلم اور بے انصافی کا اندیشہ ہو۔ تو ظلم کے خطرے سے بچنے کیلئے چاہئے کہ ایک ہی بیوی سے شادی کرلیجائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (النسآء)

ترجمہ: اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ (جبکہ تم انہیں اپنے نکاح میں لاؤ گے) انصاف نہ کرسکو گے۔ تو عورتیں (ان کے علاوہ) تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرو۔ لیکن اگر تمہیں خوف ہو۔ کہ ان کیساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی

بیوی پر اکتفا کرو۔

اسی مسئلہ کے متعلق سورت النساء کی انیسویں (۱۹) رکوع کی ایک آیت یہ بھی ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ (النساء: ۱۲۸)

ترجمہ: دو بیویوں کے درمیان (قلبی محبت اور طبعی رجحانات میں) عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ اگرچہ تم اس پر بہت حریص کیوں نہ ہو۔ (قانون الٰہی کی رو سے تم اس کے مکلف ہی نہیں ہو جس عدل کے تم مکلف ہو وہ عدل کرنا ہے ظاہری حقوق زوجیت میں اس لئے اس میں) ایک بیوی کی طرف سے اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو"

دونوں آیتوں سے واضح طور پر تعدد ازواج کے متعلق جو احکام ثابت ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ ایک سے لیکر چار تک بیویاں رکھنا ہر اس شخص کے لئے جائز ہے جو ان کے ساتھ عدل کے ساتھ قائم رہ سکتا ہو بلکہ اقامت عدل کی غرض سے یہ فعل اور بھی مستحسن ہو جاتا ہے

۲۔ جو شخص متعدد بیویوں سے نکاح کرے اس پر ان بیویوں کے درمیان از روئے قانون شرعی واجب اور لازم ہے

۳۔ متعدد بیویوں میں سے کسی ایک کی طرف ظاہری حقوق زوجیت کی ادائیگی میں اسطرح جھک جانا جیسے دوسری بیوی کے حقوق زوجیت تلف ہوں حرام ہے۔

تعجب ہے کہ ایسی صریح اجازت دربارۂ تعدد ازواج اور اس کے تفصیلی احکام کے باوجود جو لوگ مغربی نظریات پر ایمان رکھنا اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ وہ الٹا ان آیتوں سے یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں کہ تعدد ازواج اسلام کی نظر میں ایک مکروہ رسم ہے چنانچہ یہ حضرات کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا اصل مقصد تعدد ازواج کے طریقے کو مٹانا تھا مگر چونکہ یہ طریقہ بہت رواج پا چکا تھا اسلئے اس پر پابندیاں عائد کر کے چھوڑ دیا گیا' وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم اگرچہ ایک طرف عدل کے شرط کے ساتھ تعدد ازواج کی اجازت دیتا ہے اگر عدل کو دوسری طرف جیسا کے سورۃ النسا کی آیت میں مصرح ہے ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے اس سے ملی جلی بات یہ بھی ہے جو حال ہی میں بعض حضرات کی طرف سے بصورت استدلال پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ قرآن کریم تعدد ازواج کی اجازت کو حقوق یتامیٰ کی حفاظت سے وابستہ کرتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حقوق یتامیٰ کی حفاظت کا سوال اگر نہ ہو تو یہ اجازت خود بخود منسوخ ہو جائے گی لیکن ایسی باتیں وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے ناواقف یا مسیحیت سے مرعوب ہوں یا ذہنی غلامی میں مبتلا ہوں۔ قرآن شریف نے تعدد ازواج کے بارے میں کہیں بھی اشارۃً یا

کنایۃ ایسا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ قرآن تعدد ازواج کے طریقے کو مٹانا چاہتا ہے یا یہ ایک قبیح رسم ہے بلکہ اس کے برعکس صریح لفظوں میں اجازت دیتا ہے البتہ عدل کو تعدد ازواج کی صورت میں ضروری قرار دیتا ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا قطعاً غلط ہے کہ تعدد ازواج خود ممنوع یا مکروہ فعل ہے اس طرح اس بات کی حقیقت بھی ایک مغالطہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ تعدد ازواج کی اجازت کے لئے قرآن کی رو سے عدل شرط ہے اور اس کو قرآن خود آیت "وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ" میں غیر ممکن قرار دے کر تعدد ازواج کی اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے کیونکہ اس آیت سے تعدد اجازت کو منسوخ کر دینا مقصد ہوتا تو بجائے "فلا تميلوا كل الميل" اس مقصد کیلئے یہ لفظ زیادہ صریح اور موزوں ہوتا کہ "فلا تنكحوا الا واحدة" یعنی چونکہ تعدد ازواج مشروط بالعدل ہے اور عدل تمہارے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے ایک زائد بیویوں کے ساتھ سرے سے نکاح مت کرو لیکن اس لفظ کو چھوڑ کر "فلا تميلوا كل الميل" کا لفظ لانا ایک قسم کی تصریح ہے اس بات پر کہ تعدد ازواج کو منسوخ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ظلم کے دروازوں کو بند کیا جا رہا ہے نیز آیت سے مطلب نکالنا کہ تعدد ازواج کو منسوخ کیا جا رہا ہے اس لئے بھی غلط ہے کہ عدل کی دو قسمیں ہیں ایک عدل ہے ظاہری حقوق زوجیت میں، دوسرا عدل ہے قلبی محبت اور طبعی رجحانات میں، یہ غیر ممکن نہیں بلکہ انسان کا مقدور اور تعدد ازواج کی صورت میں شرعاً مطلوب بھی ہے۔ اور اس کا انسان مکلف بھی بنایا گیا ہے۔

۱. اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ (الاية) ۲. وامرت لاعدل بينكم . (الاية)

۳. لا يجرمنكم شنأن قوم علىٰ ان لا تعدلوا. (الاية)

اس لئے تعدد ازواج ظاہری حقوق زوجیت میں عدل کے ساتھ نہ صرف جائز بلکہ اقامت عدل کی غرض سے مطلوب اور مستحسن بھی ہو جائے گا اور سورۃ النسآء کی دوسری آیت میں جو عدل غیر ممکن قرار دیا گیا ہے۔ وہ عدل ہے قلبی محبت اور رجحانات میں اور یہ شرط نہیں ہے تعدد ازواج کی اجازت کے لئے، تو اس کے غیر ممکن ہونے سے تعدد ازواج کس طرح منسوخ ہو سکے گا رہا یہ کہ تعدد ازواج چونکہ حقوق یتامیٰ کی حفاظت سے وابستہ کر دیا گیا ہے لہٰذا اگر حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو وہاں یہ اجازت خود بخود منسوخ ہو جائے گی یہ بھی قرآن کریم کے اسلوب بیان اور طرز تعلیم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے قرآن کریم میں بکثرت ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں ایک حکم بیان کرنے کے ساتھ ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں اس حکم کے بیان کی حاجت پیش آئی ہے۔ یا جن میں اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے لیکن حکم ان حالات کے ساتھ وابستہ اور مخصوص نہیں رہتا بلکہ دوسرے تمام حالات میں بھی اس حکم پر عمل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہوتا ہے مثال کے طور پر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۳ میں فرمایا گیا ہے "اگر تم سفر پر ہو اور (قرض کی دستاویز لکھنے کے لئے) تم کو

کاتب نہ ملے تو پھر رہن بالقبض ہونا چاہئے'' کیا کوئی آدمی اس کا یہ مطلب لے سکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں رہن بالقبض کا جواز صرف سفر اور کاتب نہ ملنے کی حالت کے ساتھ مخصوص اور وابستہ ہے اسی سورۃ النسآء کی چودہ رکوع کی پہلی آیت میں فرمایا گیا ہے'' جب تم سفر میں ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کردا گر تم کو خوف اس بات کا ہو کہ دشمن کافر تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے'' کیا اسے کوئی اسلامی قانون سے واقفیت رکھنے والا شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ سفر کی حالت میں مسافر کے لئے قصر نماز کا حکم اس حالت ہی میں ہوگا جب کہ اس کو یہ خوف کہ دشمن اس کو ستائے گا اور امن کی حالت میں اس کے لئے قصر جائز نہیں؟ ان مثالوں سے یہ بات آسانی سے سمجھ آسکتی ہے کہ تعدد ازواج کی اجازت جس آیت میں بیان ہوئی ہے اس کے ساتھ حقوق یتامیٰ کا ذکر کرنے کا مقصد اس اجازت کو صرف اس حالت کے ساتھ مخصوص اور وابستہ کردینا نہیں ہے جبکہ یتامیٰ کا کوئی معاملہ درپیش ہو بلکہ تعدد ازواج کی عام اجازت کے نزول کے وقت چونکہ یہ حالت موجود تھی کہ یتیم لڑکیوں کے حقوق تلف کئے جاتے تھے اس لئے تعدد ازواج کی اجازت کے ساتھ اس کا ذکر بطور ایک امر واقعہ کے کیا گیا چنانچہ صحیح حدیث میں اس آیت کا پس منظر حضرت عائشہؓ کی روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں کی سرپرستی میں ایسی یتیم لڑکیاں ہوتی تھیں جن کے پاس والدین کی چھوڑی ہوئی کچھ دولت ہوتی تھی وہ ان لڑکیوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے ظلم کرتے تھے اگر لڑکی مالدار ہونے کے ساتھ خوبصورت بھی ہوتی تو یہ لوگ مہر و نفقہ ادا کئے بغیر اس سے نکاح کر کے اس کے مال و جمال سے فائدہ اٹھاتے اور اگر وہ لڑکی بدصورت ہوتی تو یہ لوگ نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح ہونے دیتے۔ تاکہ دوسرا کوئی شخص ان سے اس کا حق طلب نہ کرے کبھی خود ان سے نکاح تو کرتے مگر بدصورتی کی وجہ سے بجائے حسن سلوک کے ان کے ساتھ ظلم کرتے تھے اس پر ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر کے انصاف نہ کرسکو گے تو دوسری عورتیں دنیا میں کچھ کم نہیں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند آئے ان کے ساتھ نکاح کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حقوق یتامیٰ کا ذکر صرف بطور ایک امر واقعہ کے کیا گیا ہے نہ برائے تخصیص۔

الحاصل قرآن کریم کی رو سے یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ تعدد ازواج ایک مکروہ فعل اور رسم قبیح ہے تاکہ اس پر ایسی دفعات کے ذریعے پابندی عائد کی جائے جو سفارشات میں موجود ہے

سنت رسولؐ اور تعدد ازواج:

کتاب اللہ کے بعد سنت رسولؐ کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں تو وہاں بھی کوئی ایسی چیز ہمیں نہیں ملتی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ تعدد ازواج سنت کی رو سے مکروہ فعل اور قبیح رسم ہے بلکہ اس کے برعکس متعدد روایات میں یہ تصریح ملتی ہے بلکہ حضور ﷺ نے خود بھی تعدد ازواج پر عمل کیا ہے اور اس امت کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

ذیل میں وہ روایات نقل کی جاتی جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔

حدیث نمبرا۔　　عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قبض عن تسع نسوۃ و کان یقسم منھن لثمانٍ (متفق علیہ) (مشکوۃ ج ۲ صفحہ ۲۷۹)

ترجمہ:　　ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ انتقال کے وقت حضورﷺ کی نو بیویاں تھیں جن میں سے حضورﷺ آٹھ کے درمیان اپنی زندگی میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ یعنی جس بیوی کی باری ہوتی تھی حضورﷺ اسی کے ہاں رات گزارتے تھے اسی کو اسلامی شریعت میں تقسیم کہا جاتا ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ قرآن شریف سے تعدد ازواج کی جو اجازت ثابت ہوئی تھی حضورﷺ نے اس اجازت کے ماتحت متعدد بیویوں سے خود بھی نکاح کیا تھا البتہ قرآن میں چونکہ حضورﷺ کے حق میں تعدد ازواج کی اجازت کو چار کی حد تک محدود نہیں کیا تھا بلکہ اس سے زائد کی اجازت دی تھی اسلئے حضورﷺ نے اس پر عمل کیا) اسی کو حضورﷺ کی خصوصیت میں شامل کیا گیا ہے اور امت کے حق میں یہ اجازت چونکہ چار کی حد تک ہے اس لئے چار سے زائد شادیاں کرنا امت کے لئے بالاجماع حرام قرار دیا گیا ہے۔ رہے چار تو اس میں حضورﷺ اور امت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے یہ اجازت سب کے لئے ہے اور اسی کے ماتحت حضورﷺ نے خود امت کی تعلیم کی تعدد ازواج پر عمل کیا ہے:

حدیث نمبر ۲.　　عن ابی قلابۃ عن انس قال من السنۃ اذا تزوج الرجل البکر علی الثیب اقام عندھا سبعا وقسم واذ تزوج الثیب اقام عندھا ثلثا ثم قسم .
قال ابو قلابۃ ولو شئت لقلت ان انسا رفعہ الی النبی ﷺ .

(متفق علیہ . مشکوۃ ج ۲ صفحہ ۲۷۹)

''ابوقلابۃ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حضرت انسؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر شخص کے نکاح میں پہلے سے شادی شدہ عورت موجود ہو۔ اور بعد میں کنواری یعنی غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ بھی نکاح کرے۔ تو سنت طریقہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ نئی بیوی کے پاس سات راتیں گزار کر پھر دونوں کے درمیان باری مقرر کر دے'' ابوقلابۃ کہتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انسؓ نے اس حدیث کو مرفوع کر کے بیان کیا ہے''

حدیث نمبر ۳.　　عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم کان یقسم بین النسآء فیعدل و یقول اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک و لا املک .

(رواہ ترمذی)

''ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم عدل کے ساتھ اپنی بیویوں کے درمیان شب باشی کی قسمت کیا کرتے تھے۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ خداوندا! میرے بس میں اگر ہے تو یہی قسمت ہے۔ جسکو میں عدل کیساتھ اپنی بیویوں کے درمیان اختیار کر رہا ہوں۔ لیکن قلبی محبت میں عدل چونکہ قبضۂ قدرت سے باہر ہے۔ اس کے مالک آپ ہی ہیں۔ اس لئے اسمیں کمی بیشی پر میرا مواخذہ نہ فرما''

حدیث نمبر ۴.　　عن ابی هریرة عن النبی صلعم قال اذا كانت عندالرجل امرأتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيٰمة وشقه ساقط .

(رواه الترمذیؒ مشکوٰة ج۲ صفحه ۲۷۹)

ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نکاح میں دو بیویاں موجود ہوں اور اس نے (ظاہری حقوق زوجیت میں) دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا ہو تو قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں اسکی پیشی اس حال میں ہوگی کہ اس کا آدھا حصہ (خشک ہو کر) گر گیا ہوگا''

حدیث نمبر ۵.　　وعن ابن عمرؓ ان غيلان بن سلمة الثقفی اسلم وله عشر نسوة فی الجاهلية فاسلمن فقال النبی صلعم امسک اربعا و فارق سائرهن

(احمد . ترمذی . ابن ماجه)

حدیث نمبر ۶.　　وعن نوفل بن معاويه قال اسلمت و تحتی خمس نسوة سألت النبی ﷺ فقال فارق واحدة و امسک اربعا

(شرح السنة بحوالهٔ مشکوٰة ج۲ صفحه ۲۷۴)

''ابن عمرؓ فرماتے ہیں، کہ غیلاں ثقفی کے نکاح میں جاہلیت کے زمانے سے دس بیویاں تھیں جب وہ اسلام لائے، تو عورتیں بھی آپ کے ساتھ مسلمان ہو گئیں آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ چار کو رکھو اور باقی چھوڑ دو اسی طرح نوفل بن معاویہ خود کہتے ہیں کہ میں جب اسلام لایا تو میرے نکاح میں پانچ بیویاں موجود تھیں۔ حضور ﷺ سے جب میں نے پوچھا کہ آپ نے فرمایا کہ چار رکھو اور ایک چھوڑ دو''

روایات کا ماحصل:

مذکورہ بالا روایتوں سے حسب ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔ جن سے مسئلہ تعدد ازواج کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ اور ایک اسلام پسند شخص کیلئے اس مسئلہ میں بشرطیکہ وہ مغربی نظریات سے مرعوب نہ ہو ادنیٰ سے ادنیٰ تردد کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

نمبرا۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی تعدد ازواج کے طریقہ پر عمل کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کو بھی اسکی اجازت دی حدیث نمبرا سے خود حضور ﷺ کا عمل۔ اور حدیث نمبر ۵ اور نمبر ۶ سے جن میں غیلان ثقفی اور نوفل بن معاویہ کے واقعات مذکور ہیں۔ صحابہؓ کو تعدد ازواج کی اجازت دینا واضح ہے۔

نمبر۲۔ متعدد بیویوں کے درمیان ظاہری حقوق زوجیت میں عدل کرنا واجب ہے۔

نمبر۳۔ اس عدل کو چھوڑ کر کسی ایک بیوی کی طرف اس طرح جھک جانا جس سے باقی بیویوں کی حق تلفی ہو حرام ہے'' حدیث نمبر۴ میں دونوں حکم بہ تصریح مذکور ہیں۔

نمبر۴۔ قلبی محبت اور طبعی رجحانات میں متعدد بیویوں کے درمیان عدل کرنا مقدور ہونے کی وجہ سے ضروری نہیں ہے'' حدیث نمبر۳ سے اس حکم کا اخذ کیا جاسکتا ہے۔

یہ ہی وہ احکام ہیں۔ جن پر کتاب وسنت سے ثابت ہونے کے علاوہ امت کا متفقہ تعامل بھی ساڑھے تیرا سو سال سے چلا آرہا ہے اور کسی نے کبھی ان احکام کے شرعی ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذاہب اربعہ اور علماء و مجتہدین نے بالاتفاق اپنے اپنے مذہب کے فقہی احکام میں جہاں دیگر مسائل کیلئے ابواب وضع کئے ہیں۔ وہاں تعدد ازواج کے حقوق کیلئے ''باب القسم'' وضع کیا ہے اگر تعدد ازواج ہی سرے سے ایک مکروہ رسم ہوتا۔ تو آخر دیگر ابواب فقہیہ میں باب القسم شامل کرنے کی ان کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اسلئے اسلامی شریعت کی رو سے یہ تسلیم کرنا کہ تعدد ازواج ایک قبیح رسم ہے اور قانون کے رو سے اس کا انسداد کرنا چاہئے۔ اسلامی شریعت سے ناواقف ہونیکی کھلی دلیل ہے۔ نیز عقل سلیم کی رو سے تعدد ازواج کا فی نفسہ برائی ہونا بجائے خود نا قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ بعض حالات میں یہ چیز ایک تمدنی اور اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے۔ اگر اسکی اجازت نہ ہو۔ تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قانع نہیں ہوسکتے ہیں۔ حصار نکاح سے باہر صنفی بدامنی پھیلانے لگتے ہیں۔ جن کے نقصانات تمدن واخلاق کیلئے اس سے بہت زیادہ ہیں۔ جو تعدد ازواج سے پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے قرآن وحدیث نے ان لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ جو انکی ضرورت محسوس کریں۔ بہر حال جب یہ ثابت ہوگیا کہ تعدد ازواج کوئی مکروہ فعل نہیں ہے۔ تو اس کے انسداد کیلئے سفارشات میں دفعات رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی اس کے بعد مختصر طور پر مذکورہ بالا دفعہ کے نقصانات پر بحث کیجاتی ہے۔ تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ یہ دفعہ علاوہ اس کے کہ ایک غلط اور غیر اسلامی نظریہ پر اسکی بنیاد رکھی گئی ہے۔ بہت سے مفاسد اور نقصانات کا حامل بھی ہے۔

مذکورہ بالا دفعہ کے نقصانات:

جمہوری دنیا کے تمام قانون دانوں کے ہاں یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ قانون سازی میں سب سے پہلے اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ قانون میں کوئی ایسا دفعہ نہ ہو۔ جو سب لوگوں کیلئے یکساں طور پر نفع بخش نہ ہو اور جس سے

اس معاشرے میں توازن قائم نہ رہنے کا اندیشہ ہو۔ جو اس قانون پر آئندہ چل کر تعمیر کیا جارہا ہو۔ اس مسلمہ اصول کو سامنے رکھ کر جب ہم مذکورہ بالا دفعہ پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اس دفعہ کی رو سے معاشرے میں توازن قائم رہنا تو درکنار اسلامی توانین سے مکمل آزاد موجودہ معاشرے میں جو خرابیاں موجود ہیں۔ ان سے کہیں بڑھکر خرابیاں پیدا ہو جائینگی۔ جن کے نقصانات کا تدارک پھر مشکل سے ہو سکے گا۔ مثال کے طور پر ہم یہاں ان خرابیوں میں سے چند خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

نمبرا۔ فرض کیجئے ایک شخص کو خداوند کریم نے جسمانی قوتوں میں سے زائد مقدور کی قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہ ایک بیوی پر قناعت نہیں کر سکتا ہے۔ نہ اسے ضبط نفس کا ملکہ حاصل ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ زنا سے بچنے کیلئے دوسری شادی کرے۔ لیکن اس کی مالی پوزیشن حکومت کے نزدیک دوسری شادی کیلئے معیاری نہیں ہے۔ ایسی حالت میں یہ شخص سوائے اس کے اور کریگا کیا؟ کہ اپنی صنفی خواہش کو پورا کرنیکے لئے زنا کی فکر میں ہی رہیگا۔ تو کیا ایسے اشخاص کو (جن کا وجود اب بھی معاشرے میں کم نہیں ہے) مذکورہ بالا دفعہ زنا کرنے پر آمادہ نہیں کریگا؟ اور موجودہ معاشرے میں جو زنا کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ یہ دفعہ اس میں مزید اضافہ کرنے کا موجب نہ ہوگا۔

نمبر۲۔ فرض کیجئے ایک شخص کو فطری طور پر یا معقول وجوہ کی بنا پر اپنی پہلی بیوی سے محبت کم یا بالکل نہیں ہے۔ یا اس سے رنجیدہ خاطر ہو گیا ہے۔ اگر چہ وہ پہلی بیوی کی حق تلفی تو نہیں کرتا ہے۔ مگر چاہتا ہے کہ محبت کی دوسری شادی کرے۔ اور عدالت ضوابط کے ماتحت اس پہلی بیوی کی زندگی میں اجازت دیتی نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اس شخص کی مراد براری کی راہ میں پہلی بیوی کا وجود ایک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اسلئے ضرور یہ خطرہ پیدا ہوگا۔ کہ یہ شخص پہلی بیوی ہی کو فنا کر ڈالے۔ تو کیا یہ قتل اگر سرزد ہو گیا۔ تو اس دفعہ کے رو سے نہ ہوگا جسکی بنا پر دوسری شادی کیلئے عدالت سے منظوری لینے کو ضروری قرار دیا گیا ہے؟ یہ دفعہ بہت سے اشخاص کو قتل نفس پر آمادہ کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ یہ اور اس قسم کے بہت سے نقصانات ہیں۔ جو اس قسم کے دفعات کو قانونی شکل دیدینے کے بعد معاشرے میں ابھرنے شروع ہونگے۔ جو مشکل سے پھر معاشرے سے دور کئے جاسکیں گے۔ کمیشن نے اس دفعہ کے متعلق جو یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر عدالت کی منظوری کے بغیر دوسری شادی کردی جائے۔ تو بہت ممکن ہے۔ کہ شادی کرنے والے کی آمدنی دونوں بیویوں اور انکی اولاد کیلئے کافی نہ ہو۔ ایسی حالت میں دوسری شادی کرنے سے کسی ایک بیوی کے ساتھ بدانصافی کرنے پر مجبوراً آمادہ ہوگا۔ جس سے معاشرتی زندگی میں تلخی کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ جو تعلقات زن وشوہر کی کشیدگی پر منتج ہو کر رہیگی۔ اور جب عدالت سے منظوری لینے کو لازمی قرار دیا جائے تو عدالت اس وقت تک اجازت نہ دیگی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ کی آمدنی دونوں بیویوں کیلئے کفالت کر سکتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ خیال بھی مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر درست نہیں ہے۔

نمبر۱۔ سوال یہ ہے کہ ظلم اور بے انصافی کا خطرہ تو پہلی شادی میں بھی ہے۔اگر وہ شخص ایک بیوی کی اولاد کی کفالت نہ کرسکتا ہے۔اسے نکاح کی کھلی چھٹی کیوں ملی رہے؟ کیوں نہ اس شخص کے اعتدال کا معاملہ بھی عدالت کی منظوری سے مشروط ہو۔کہ جب تک نکاح کا خواہشمند عدالت کو اپنی پوزیشن اور آمدنی کے متعلق اطمینان نہ دلادے اس وقت تک کسی کو نکاح کی اجازت نہ دیجائے؟ کیا خدائی قوانین کی رو سے صرف دوسری شادی سے پیدا ہونے والی بے انصافی یا ظلم کا سد باب ضروری ہے۔اور جو پہلی شادی سے پیدا ہونے والی ہو اس پر قانونا کوئی گرفت نہیں کیجائیگی۔

نمبر۲۔ جن خرابیوں کے سد باب کیلئے اجازت کی قید لازمی قرار دی گئی ہے۔فی الحقیقت یہ قید اُن خرابیوں کا سد باب کرہی نہیں سکتی ہے۔کیا اس وقت ایسے لوگ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔جو بڑی بڑی جائیدادیں رکھتے ہیں۔جن سے بڑی بڑی آمدنیاں آتی ہیں۔مگر پھر بھی ایک بیوی کو نذر تغافل کیئے ہوئے ہیں؟ تو آخر یہ قید ان خرابیوں کا سدِّ باب کریگی کیا؟

ایسی پر خطر اور جامد تجویزوں اور سفارشوں کی بجائے بہتر یہ ہے۔کہ ہم شریعت کے اس قاعدے پر اکتفا کریں ایک نہیں ایک سے زائد شادیاں کرنے میں تو خود مختار ہو۔مگر جس بیوی کو اس سے یہ شکوہ ہو کہ میرے ساتھ انصاف نہیں کیا جارہا ہے۔اس کے لئے عدالت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

دفعہ نمبر۲۔نکاح کیلیئے لڑکے کی عمر ۱۸ اور لڑکی کی ۱۶ سال سے کم نہ ہو“

تنقید وتبصرہ:۔ ہمارے نزدیک اس دفعہ میں بنیادی کمزوری یہ ہے۔کہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان نے جب ایک دفعہ دستوری حیثیت سے یہ تسلیم کرلیا ہے۔کہ ملکی قانون کا ماخذ کتاب وسنت ہونگے اور کوئی قانون کتاب اور سنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا۔تو پھر ایسے دفعات کی منظوری کی سفارش اصولاً غلط ہے۔جن کا نام ونشان بھی کتاب وسنت رسول میں نہ ہو۔اور نہ اسلامی شریعت کے قوانین میں ان کیلیئے کوئی بنیاد مل سکتی ہو۔کیا کمیشن کے ارکان میں سے وہ ارکان جنھوں نے اس قسم کی دفعات کی منظوری کی سفارش کی ہے۔ہمیں یہ بتاسکتے ہیں۔کہ کتاب وسنت کی رو سے نکاح کیلیئے زوجین کی عمر کی بھی کوئی حد ضروری ہے۔جس نے بغیر نکاح اسلامی شریعت کی رو سے قانونی نکاح نہ سمجھا جائے؟ مگر جواب نفی میں ہوگا (اور یقیناً نفی میں ہے) تو پھر ایسی سفارشات کے متعلق ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کمیشن نے درحقیقت سفارشات کے پردے میں یہ کوشش کی ہے۔کہ دستور ہی سے یہ دفعہ نکال دیا جائے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا“

ممکن ہے کمیشن نے یہ خیال کیا ہو کہ نکاح کیلیئے عمر کا تعین چونکہ ازروئے قرآن یا حدیث صحیح ممنوع نہیں ہے۔ اسلیئے اس دفعہ میں قرآن وحدیث کی کوئی مخالفت ہی نہیں لیکن یہ خیال اس لئے صحیح نہیں کہ قرآن وحدیث میں اگرچہ قولی صریح ممانعت تعین عمر سے نہیں ہے۔لیکن سنت سے کمسنی کے شادیوں کا جواز ثابت ہے اور احادیث صحیحہ میں

اس کے عملی نظائر موجود ہیں تو عمر کی ایک مقدار کو از روئے قانون نکاح کے لئے مقرر کر دینا اس کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ اس عمر سے کم میں اگر کوئی نکاح کر لیا جائے تو قانوناً اسے باطل قرار دیا جائے گا اور ملکی عدالتیں اسے جائز تسلیم نہیں کریں گی اب سوال یہ ہے کہ جو نکاح شرعاً جائز ہے آپ اسے قانوناً باطل اور حرام کس دلیل سے کرتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اسے ناجائز اور باطل ٹھہرانے کے لئے قرآن وحدیث صحیح سے کوئی دلیل موجود ہے؟

دراصل یہ دفعہ کمسنی کی شادیوں کو روکنے کیلئے رکھا گیا ہے۔ لیکن اسلامی شریعت کی رو سے کم سنی کا نکاح چونکہ ایک جائز فعل ہے۔ احادیث میں اس کے عملی نظائر بھی موجود ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ ۹ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اس سے قانون کے ذریعہ سے کم سنی کے نکاحوں کو روکنا یہ شریعت اسلامی میں ترمیم کے مترادف ہے۔ جو کسی حال میں بھی مسلمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ البتہ کم سنی کی شادیوں میں بعض اوقات میں مفاسد رونما ہوتے ہیں۔ ان کا انسداد ضروری ہے۔ مگر اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ کہ کم سنی کے نکاحوں کو ہی روکا جائے بلکہ اسلامی قانون کی رو سے زوجین کو جو حقوق واختیارات دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ جائز طریقہ پر استعمال کئے جائیں۔ تو خود بخود اس قسم کے مفاسد کا انسداد ہوگا۔ مثلاً شریعت ان کو خیار بلوغ کا حق دیتا ہے ضرورت کے وقت میں خلع کا حق بھی استعمال کر سکتی ہے اس قسم کے قانونی اختیارات کے استعمال کے ذریعے سے مفاسد کا ازالہ کیا جاسکتا ہے تو آخر کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے لئے شریعت ہی میں ترمیم کر دیں؟

اسی طرح ہمارے ملک میں جسمانی طور پر اٹھارہ سال سے بہت پہلے ایک لڑکا بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکیاں بھی سولہ سال سے پہلے جسمانی بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں ان عمروں کو از روئے قانونی نکاح کے لئے کم سے کم عمر قرار کر دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کی صرف شادی پر اعتراض ہے کسی دوسرے طریقہ سے جنسی تعلقات پیدا کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے شریعت اسلامی نے اس طرح کے مصنوعی حد بندیوں سے اس لئے احتراز کیا ہے کہ در حقیقت غیر معقول ہے اس کی بجائے بہتر صورت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے اپنے ہی اختیار تمیزی پر چھوڑ دی جائے کہ وہ کب نکاح کرے اور کب نہ کریں۔ لوگوں میں تعلیم اور عقلی نشوونما کے ذریعہ سے جتنا زیادہ شعور پیدا ہوگا اسی قدر زیادہ صحیح طریقہ سے وہ اپنے اس اختیار تمیزی کو استعمال کریں گے اور کمسنی کے نامناسب نکاحوں کا وقوع جواب ہمارے معاشرے میں کچھ بہت زیادہ نہیں ہے روز بروز کم تر ہوتا چلا جائے گا شرعاً ایسے نکاحوں کو جائز صرف اس لئے رکھا گیا ہے بسا اوقات کسی خاندان کی حقیقی مصلحتیں اس کی متقاضی ہوتی ہیں۔ اس ضرورت کی خاطر قانوناً اسے جائز ہی رہنا چاہیئے۔ اور اس کے نامناسب ازدواج کے روک تھام کیلئے قانون کی بجائے تعلیم اور عام بیداری کے وسائل پر ہی اعتماد کرنا چاہیئے۔　　(باقی آئندہ)

قسط (۲)　　　مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اور ان کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔ امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { (مولانا) سمیع الحق }

قارئین کو علم ہوگا کہ مضمون کی پہلی قسط میں راقم نے عرض کیا تھا کہ علم مصطلح الحدیث یا علم درایۃ الحدیث میں علماء احناف کی تصنیفات کچھ کم نہیں ہیں۔ ایک تو انہوں نے اُصول حدیث کو اُصولِ فقہ کی کتابوں کے مبحث "سـنّة الرّسول" کے ضمن میں اچھی طرح بیان کیا ہے۔

جیسے "الفُصول فی الأُصول" (مبحث السنّة) للامام أبی بکر احمد بن علیّ الجصّاص الرّازی الحنفی، المولود سنة ۳۰۵ھ، المتوفّٰی سنة ۳۷۰ھ

"تقویم الأدلّة" (مبحث السنّة) للامام أبی زید عبداللّٰه بن عُمر بن عیسی الدّبوسی، الحنفی، المولود سنة ۳۶۹ھ تقریبًا، المتوفّٰی سنة ۴۳۰ھ وقیل سنة ۴۳۲ھ

"کنز الأُصول الٰی معرفة الأُصول" المعروف بأُصول البَزْدَوی (مبحث السنّة) للامام فخر الاسلام أبی العُسْر علیّ بن محمّد بن الحسین البَزْدَوی، الحنفی، المولود سنة ۴۰۰ھ، المتوفّٰی سنة ۴۸۲ھ

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان ۔ وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

"اُصول السّرَخسی" (مبحث السنّة) للامام شمس الآئمة محمّد بن أحمد بن سَهل السّرخسی، الحنفی، المتوفّٰی سنة ۴۸۳ھ

اور اسی طرح اُصول فقہ کی دیگر کتابوں میں بھی "سنّة الرّسول" کے ضمن میں اُصولِ حدیث اچھی طرح بیان ہوئی ہے۔ اور اسی طرح الامام أبو جعفر الطّحاوی الحنفی، المولود سنة ۲۳۹ھ، المتوفّٰی سنة ۳۲۱ھ نے اپنی کتبِ حدیث جیسے "شرح معانی الآثار" اور "مشکل الآثار" کے متعدد مواضع میں احادیثِ مبارکہ میں احناف کے اُصول وقواعد کی طرف اشارہ کیا ہے، اور بحثِ احادیث کے سلسلہ میں متونِ حدیث میں بہت سی علتوں کی طرف اشارہ بھی کیا ہے جسے اُصولیین کی اصطلاح میں "شرائط العمل بأخبار الآحاد فی الأحکام" کہتے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ انہوں (حضرات احناف) نے اِس علم میں بہت سی مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں (جن میں سے خاصی تعداد کی کتابیں بندہ راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰه)

میں نے قسط اوّل میں اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی اِکاون (۵۱) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

اَب اِس علم میں علماء احناف کی دیگر کتابیں (ان کے مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۵۲. "الحُجَج الصّغیر" تالیف الامام القاضی الحافظ عیسی بن أبان بن صَدَقة، الحنفی، المتوفّٰی سنة ۲۲۱ھ۔

یہ احناف کی اُصولِ حدیث میں سب سے پہلی مستقل کتاب ہے، اور عیسٰی بن اَبان، امام محمد رحمہ اللہ کے تلمیذِ رشید اور اُن کے أخص الخواص شاگرد ہیں۔ تو انہوں نے جو اُصول وقواعد وضع کئے ہیں وہ امام محمد رحمہ اللہ ہی سے ماخوذ ہیں کیونکہ انہوں نے فقاہت امام محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی اور اُنہی سے علوم میں فراغت پائی اور ہمیشہ اُن کے لازم وملزوم رہے۔

۵۳. "معجم الشّیوخ" تالیف الشّیخ الحافظ أبی الحسن عبدالباقی بن قانع بن مرزوق البغدادی الحنفی، المولود سنة ۲۹۵ھ، المتوفّٰی سنة ۳۵۱ھ

۵۴. "معرفة الصّحابة" تالیف الشّیخ العلّامة أبی العبّاس جعفر بن محمّد بن المعتزّ بن محمّد بن المُستغفِر بن الفتح المُستغفِری النّسفی، الحنفی، المولود سنة ۳۵۰ھ، المتوفّٰی سنة ۴۳۲ھ

۵۵. "الوقوف علی الموقوف" تالیف الشّیخ الحافظ أبی حفص عُمر بن بدر بن سعید الموصلی، الحنفی، المولود سنة ۵۵۷ھ، المتوفّٰی سنة ۶۲۲ھ

۵۶. "مُشتَبه النّسب في أسماء الرّجال" تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه أبي العلاء محمود بن أبي بكر الكلاباذي البخاري، الحنفي، المولود سنة ۶۴۴ھ، المتوفّى سنة ۷۰۰ھ

۵۷. "المُؤتلف والمُختلف" تاليف الامام الحافظ قاضي القضاة علاء الدّين أبي الحسن عليّ بن عثمان بن ابراهيم المارديني المصري، الحنفي، المعروف بابن التُركماني، المولود سنة ۶۸۳ھ، المتوفّى سنة ۷۵۰ھ

۵۸. "كتاب الضعفاء والمتروكين" تاليف الامام الحافظ قاضي القضاة علاء الدّين أبي الحسن عليّ بن عثمان بن ابراهيم المارديني المصري، الحنفي، المعروف بابن التُركماني، المولود سنة ۶۸۳ھ، المتوفّى سنة ۷۵۰ھ

۵۹. "اختصار تلخيص المتشابه" تاليف الامام الحافظ قاضي القضاة علاء الدّين أبي الحسن عليّ بن عثمان بن ابراهيم المارديني المصري، الحنفي، المعروف بابن التُركماني، المولود سنة ۶۸۳ھ، المتوفّى سنة ۷۵۰ھ

(یہ خطیب بغدادی کی کتاب "تلخيص المتشابه" کا اختصار ہے)

۶۰. "ذيل كتاب الضعفاء" تاليف الامام الحافظ علاء الدّين أبي عبدالله مُغُلطائي بن قِليج البَكجَري المصري، الحنفي، المولود سنة ۶۸۹ھ، المتوفّى سنة ۷۶۲ھ

(یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی کی کتاب "كتاب الضعفاء" کی ذیل ہے)

۶۱. "اشراقات الأصول في أحاديث الرّسول" تاليف الشّيخ العلّامة جلال الدّين محمّد بن عبدالله القاينّي النّسفي، الحنفي، المتوفّى سنة ۸۳۸ھ

۶۲. "المختصر في علم الأثر" تاليف الشّيخ العلّامة مُحيّ الدّين أبي عبدالله محمّد بن سليمان بن سعد (أو سعيد) بن مسعود الرّومي البرعمي (أو البرغمي بالغين المعجمة) الكافيجي، الحنفي، المولود سنة ۷۸۸ھ، المتوفّى سنة ۸۷۹ھ وقيل سنة ۸۷۳ھ

(یہ کتاب سید شریف جرجانی کی "المختصر الجامع لمعرفة علوم الحديث" کے ساتھ ہی ایک مجلد میں مطبع دارالرشید ریاض سے طبع ہوچکی ہے)

۶۳. "كتاب الثّقات" تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبي العدل قاسم بن قُطلُوبُغا الجَمالي المصري، الحنفي، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّى سنة ۸۷۹ھ

(اس تالیف میں اُن ثقات کو جمع کیا گیا ہے جو صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہیں۔ یہ چار جلدوں میں ہے)

۶۴. "مَنْ روٰی عن أبیه عن جدّه" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالی المصری، الحنفی، المولود سنة ۸۰۴ھ، المتوفّٰی سنة ۸۷۹ھ

(یہ کتاب مکتبۃ المعلا کویت سے طبع ہو چکی ہے)

۶۵. "شرح الدیباج المذهب فی مصطلح الحدیث" تالیف العلّامة الجلیل الامام المحدّث الفقیه شمس الدّین محمّد الحنفی التبریزی المعروف بمنلاحنفی، أحدعلماء القرن العاشر، فَرَغَ من تالیف هذاالکتاب سنة ۹۳۵ھ

(کشف الظنون، هدیة العارفین اور معجم المؤلّفین میں ہے کہ ان کی وفات ۹۰۰ھ میں ہوئی ہے لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ خود مولف نے اس شرح کے آخر میں کہا ہے کہ میں اس کی تالیف سے ۹۳۵ھ میں فارغ ہوا۔ اور یہ کتاب مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر سے پہلی بار ۱۳۵۰ھ میں اور دوسری بار ۱۳۶۸ھ میں طبع ہوئی ہے)

۶۶. "اللّٰئالِی المتناثرة فی الأحادیث المتواترة" تالیف العلّامة مسند الشّام فی عصره شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولُون الدّمشقی الصالحی الحنفی، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۶۷. "أُصول الحدیث" تالیف الشّیخ الفقیه الصّوفی تقی الدّین محمّد بن پیرعلیّ البرکوی الرّومی، الحنفی، المولود بالیکسرسنة ۹۲۶ھ، المتوفّٰی سنة ۹۸۱ھ

۶۸. "المُغنی فی ضبط أسماء الرّجال ومعرفة کُنی الرّواة وألقابهم وأنسابهم" تالیف العلّامة المحدّث اللّغوی الشّیخ محمّد طاهربن علیّ الهندی الفَتّنِی، الحنفی، صاحب مجمع بحارالأنوارفی غرائب التّنزیل ولطائف الأخبار" المتوفّٰی قتیلًا سنة ۹۸۶ھ

۶۹. "تذکرة الموضوعات" تالیف العلّامة المحدّث اللّغوی الشّیخ محمّدطاهربن علیّ الهندی الفَتّنِی، الحنفی، صاحب مجمع بحارالأنوارفی غرائب التّنزیل ولطائف الأخبار" المتوفّٰی قتیلًا سنة ۹۸۶ھ

۷۰. "الموضوعات الکُبریٰ" تالیف الامام المحدّث الفقیه نورالدّین أبی الحسن علیّ بن سلطان محمّد الهرویّ ثمّ المکّی، الحنفی، المشهوربلقب العلّامة مُلّاعلیّ القاری، المتوفّٰی سنة ۱۰۱۴ھ

۷۱. "المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع" وهو الموضوعات الصُغرىٰ. تاليف الامام المحدّث الفقيه نور الدّين أبى الحسن علىّ بن سلطان مُحمّد الهروىّ ثمّ المكّى، الحنفى، المشهور بلقب العلّامة مُلّاعلىّ القارى، المتوفّٰى سنة ۱۰۱۴ھ

۷۲. "المُسلسلات" (الأحاديث المُسلسلة) تاليف الشّيخ حسن بن علىّ بن محمّد بن عُمر المكّى، الحنفى، المعروف بالعجيمى، المتوفّٰى فى حدود سنة ۱۱۰۰ھ

۷۳. "البيان والتعريف فى أسباب وُرود الحديث الشريف" تاليف السيّد ابراهيم بن السيّد محمّد بن السيّد كمال الدّين بن محمّد بن حُسين بن حمزة الشهير بابن حمزة الحُسينى الحنفى الدمشقى، المولود سنة ۱۰۵۴ھ، المتوفّٰى سنة ۱۱۲۰ھ (یہ کتاب المکتبۃ العلمیۃ بیروت، لبنان سے تین جلدوں میں طبع ہو چکی ہے)

۷۴. "الفوائد الجليلة فى مُسلسلاتِ محمّد بن أحمد عَقِيلة" تاليف الامام المسند المحدّث الصّوفى جمال الدّين أبى عبدالله محمّد بن أحمد بن سعيد الحنفى، المتوفّٰى بمكّة سنة ۱۱۵۰ھ

۷۵. "الارشاد فى مهمّات الاِسناد" تاليف الشّيخ الامام الشّاه ولىّ الله أحمد بن عبدالرّحيم بن وجيه الدّين المحدّث الدّهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۱۱۴ھ، المتوفّٰى ۱۱۷۶ھ

۷۶. "الفضل المبين فى المُسلسل من حديث النّبىّ الأمين" تاليف الشّيخ الامام الشّاه ولىّ الله أحمد بن عبدالرّحيم بن وجيه الدّين المحدّث الدّهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۱۱۴ھ، المتوفّٰى ۱۱۷۶ھ

۷۷. "الاتحافات السنيّة فى الأحاديث القُدسيّة" تاليف الشّيخ العلّامة محمّد بن محمود بن صالح بن حسن الحنفى الشهير بالمدنى، المتوفّٰى سنة ۱۱۹۱ھ (یہ کتاب دار الجیل، بیروت، لبنان سے طبع ہو چکی ہے)

۷۸. "لُقط اللّئالى المتناثرة فى الأحاديث المتواترة" تاليف الامام الحافظ المحدّث اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحُسينى الزّبيدى المصرى، الحنفى، المولود بالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ھ، المتوفّٰى بمصر سنة ۱۲۰۵ھ

(مولف نے اس کتاب میں ابن طُولون کی کتاب "اللّئالى المتناثرة" کی تلخیص کی ہے، اور یہ کتاب دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان سے طبع ہو چکی ہے)

۷۹. "التعليقة الجليلة علىٰ مُسلسلات ابن عَقِيلة" تاليف الامام الحافظ المحدّث اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحُسينى الزَّبِيدى المصرى، الحنفى، المولود بالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ ھ، المتوفّٰى بمصر سنة ۱۲۰۵ ھ

۸۰. "رسالةٌ فى أُصول الحديث" تاليف الامام الحافظ المحدّث اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسينى الزَّبِيدى المصرى، الحنفى، المولود بالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ ھ، المتوفّٰى بمصر سنة ۱۲۰۵ ھ

۸۱. "رسالةٌ فى أُصول الحديث" تاليف الشّيخ المحدّث سلام اللّٰه بن شيخ الاسلام بن فخر الدّين الدّهلوى، الحنفى، المتوفّٰى فى شهر جمادى الآخرة سنة ۱۲۲۹ ھ وقيل سنة ۱۲۳۳ ھ

۸۲. "رسالةٌ أُصولِ الحديث (المنظوم الفارسى) للشّيخ العلّامة مولانا مفتى اِلٰهى بخش الكاندهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۱۶۲ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۲۴۵ ھ

۸۳. "حصر الشّارد فى أسانيد محمّد عابد" تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه محمّد عابد بن أحمد على بن محمّد مراد بن يعقوب السِّندى ثمّ المدنى، الحنفى، المتوفّٰى بالمدينة المنوّرة سنة ۱۲۵۷ ھ (یہ اَسانید میں ایک مبسوط کتاب ہے)

۸۴. "شرح البيقونيّة فى مصطلح الحديث" تاليف الشّيخ الصّوفى السيّد محمّد عثمان بن أبى بكر محمّد بن عبداللّٰه ابراهيم بن حسن الحسنى المكّى، الحنفى، الشهير بميرغنى، المولود بالطائف سنة ۱۲۰۸ ھ، المتوفّٰى بمكّة المكرّمة سنة ۱۲۶۸ ھ

۸۵. "الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة" تاليف العلّامة مولانا محمّد عبدالحىّ اللّكنوى، الحنفى، المولود سنة ۱۲۶۴ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۰۴ ھ

۸۶. "رسالةٌ فى مصطلح الحديث" تاليف الشّيخ الفقيه الزّاهد أبى المحاسن السيّد محمّد بن خليل بن ابراهيم بن محمّد بن على بن محمّد المشيشى الطرابلسى (طرابلس الشّام) الحنفى، الشهير بالقاوُقجى، المولود سنة ۱۲۲۲ ھ، المتوفّٰى فى ذى الحجة سنة ۱۳۰۵ ھ

۸۷. "المُسلسلات (الأحاديث المُسلسلة) تاليف الشيخ الفقيه الزّاهد أبى المحاسن السّيد محمّد بن خليل بن ابراهيم بن محمّد بن على بن محمّد المشيشى الطرابلسى (طرابلس الشّام) الحنفى، الشهير بالقاوُقجى، المولود سنة ۱۲۲۲ ھ، المتوفّٰى فى ذى الحجة سنة ۱۳۰۵ ھ

۸۸. "اللؤلؤ المرصوع فيما قيل لا أصل لهٗ أوبأصلهٖ موضوع" تاليف الشّيخ الفقيه الزّاهد أبى المحاسن السيّد محمّد بن خليل بن ابراهيم بن محمّد بن على بن محمّد المشيشى الطرابلسى (طرابلس الشّام) الحنفى، الشهير بالقاوقجى، المولود سنة ۱۲۲۲ ھ، المتوفّٰى فى ذى الحجة سنة ۱۳۰۵ ھ

۸۹. "حُجّية الحديث" تاليف الشيخ العلّامة مولانا بدرعالم الميرتهى المهاجر المدنى، الحنفى، المولود سنة ۱۳۱۶ ھ، المتوفّٰى يوم الجمعة ۳ رجب سنة ۱۳۸۵ ھ

۹۰. "منحة الحديث فى شرح ألفيّة الحديث" (عربى) تاليف شيخ الحديث والتّفسير العلّامة مولانا محمّد ادريس الكاندهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۳۱۷ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۹۴ ھ

(یہ حافظ زین الدّین عبدالرحیم العراقی کی کتاب "الفيّة الحديث" کی شرح ہے، اور طبع شدہ ہے)

۹۱. "مقدمة الحديث" (عربى) تاليف شيخ الحديث والتّفسير العلّامة مولانا محمّد ادريس الكاندهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۳۱۷ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۹۴ ھ

(حدیث کی تعریفات، اقسام، طریقِ اِسناد، تدوینِ حدیث، حدیث اور فقہ کا باہمی تعلق اِس کتاب کے اہم اور بنیادی مباحث ہیں، اِس کتاب کا مخطوطہ ۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے)

۹۲. "الارشاد الٰى مهمّات الإسناد" (عربى) تاليف شيخ الحديث والتّفسير العلّامة مولانا محمّد ادريس الكاندهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۳۱۷ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۹۴ ھ

(مولفینِ صحاح ستہ نے احادیث کے انتخاب کے لئے سند کو پرکھنے اور قبول کرنے کا جو معیار رکھا ہے اِس کتاب میں اس پر بحث ہے، نیز مولفین صحاح ستہ کی شرائط کے مابین جو فرق ہے اُس کو بھی واضح کیا ہے)

۹۳. "حجیتِ حدیث" (اُردو) تاليف شيخ الحديث والتّفسير العلّامة مولانا محمّد ادريس الكاندهلوى الحنفى، المولود سنة ۱۳۱۷ ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۹۴ ھ

(یہ حجیتِ حدیث پر ایک مستقل کتاب ہے جو دوسو (۲۰۰) صفحات پر مشتمل ہے مختصر ہونے کے باوجود بہت مدلل ہے، کئی بار شائع ہو چکی ہے)

۹۴. "أصولِ حديث" (اُردو) تاليف الشّيخ مولانا عبدالغنى رسولوى باره بنكوى المظاهرى، الحنفى، المتوفّٰى سنة ۱۴۰۴ ھ

(مولّف رحمہ اللہ نے بعمر ایک سو چار (۱۰۴) سال وفات پائی اور اِس کتاب کو ۱۳۴۹ھ میں لکھا، یہ بہت مفید کتاب ہے)

۹۵ ."نصرة الحديث" تاليف الشيخ المحدّث أبي المآثر مولانا حبيب الرّحمٰن الأعظمي،الحنفي،المولود سنة ۱۳۱۹ ھ،المتوفّٰى في الحادي عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲ ھ

(حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنے مکتوبِ گرامی میں اِس کتاب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "جس جس جگہ سے رسالہ نظر پڑا بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں ایسا جامع اور محقق نہ لکھ سکتا")

۹۶ ."الاتحافات السَنيّة بذكر مُحدّثي الحنفيّة" تاليف الشيخ المحدّث أبي المآثر مولانا حبيب الرّحمٰن الأعظمي،الحنفي،المولود سنة ۱۳۱۹ ھ،المتوفّٰى في الحادي عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲ ھ

۹۷ . "الحاوي لرجال الطّحاوي" تاليف الشيخ المحدّث أبي المآثر مولانا حبيب الرّحمٰن الأعظمي،الحنفي،المولود سنة ۱۳۱۹ ھ،المتوفّٰى في الحادي عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲ ھ

اور مندرجہ ذیل وقیع مقدمات میں بھی اُصولِ حدیث پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے:

۹۸ ."مقدّمة أماني الأحبار في حلّ شرح معاني الآثار" للشيخ مولانا محمّد يوسف الكاندهلوي،الحنفي،المتوفّٰى سنة ۱۳۸۴ ھ

۹۹ . " مقدّمة اوجز المسالك الى موّطا الامام مالك" للشيخ المحدّث مولانا محمدزكريا الكاندهلوي المدني، الحنفي، المتوفّٰى سنة ۱۴۰۲ ھ

۱۰۰ ."مقدّمة أنوار البارى شرح صحيح البخارى" للشيخ مولانا سيّد احمد رضا البجنورى،الحنفي،المتوفّٰى سنة ۱۴۱۸ ھ

علاوہ ازیں علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی دیگر چھوٹی بڑی تالیفات بھی موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابرینِ احناف کی اِن شہ پاروں سے مکمل استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمّد وّعلىٰ آله واصحابه اجمعين

(خوشخبری)

اب موتمر المصنفین کی کتابیں قارئین بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے ہیں

رابطہ نمبر: مکتبہ ایوان شریعت' دارالعلوم حقانیہ-0300 5167962

مکتبہ حقانیہ اکوڑہ خٹک 0300 4610409

یادرفتگاں: مولانا حافظ محمد ابرہیم فانی

خطابت کا مہر مبیں تھا گیا وہ

بیاد خطیب اسلام حضرت مولانا محمد امیر صاحب بجلی گھر پشاور

جو راہی خلد بریں تھا گیا وہ — قلندر عجب نازنیں تھا گیا وہ
ادائے تکلم تھی ان کی نرالی — تبسم میں کتنا حسین تھا گیا وہ
ترنم پہ ان کی تھی شیدایہ خلقت — بلاغت میں رشک آفرین تھا گیا وہ
وہ جادو بیانی میں ایسا تھا یکتا — اسی کا نہ ہمسر کہیں تھا گیا وہ
ظرافت میں انکی عیاں نکتہ سنجی — وہ خوش رنگ و خندہ جبیں تھا گیا وہ
عنا دل بھی ان کی نوا پر تھے عاشق — خطابت کا مہر مبیں تھا گیا وہ
وہ حق گو و بے باک ایک مردِ حر تھا — سلف کا بدل بالیقیں تھا گیا وہ
گلستان رومی کی بلبل تھے سوزاں — اسی سوز و درد کا امیں تھا گیا وہ
وہ ملت و دیں کا محافظ جری تھا — اک انعامِ رب بر زمیں تھا گیا وہ
وہ علم و محبت کا ناشر جہاں میں — زمانے میں درثمیں تھا گیا وہ
ہر ایک انجمن میں وہ مسند نشیں تھا — چمکتا دمکتا نگیں تھا گیا وہ
وہ شیدائے ختم نبوت کہاں اب — فدائے نبیؐ آخریں تھا گیا وہ
وجاہت میں فانی نہ تھا انکا ثانی — سکونِ دلِ ہر حزیں تھا گیا وہ

☆ استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آخری قسط

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی *

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اوران کے محرکات

حضور ﷺ کو اتنی بڑی فوج کے ساتھ قریش مکہ کے حملے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ان کی اکثریت اس رائے پر متفق ہوئی کہ مدینہ سے نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ایک ہزار کا اسلامی لشکر تیار ہوکر نبیؐ کے گرد جمع ہوگیا۔ جب یہ لشکر مدینہ سے نکل کر تھوڑی دور پہنچا تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ہم خیال لوگوں کو لے کر مسلمانوں سے الگ ہوگیا اور جنگ میں شرکت سے منع کردیا۔ نبی ﷺ سات سو صحابہ کو لے کر احد کی گھاٹی میں پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے۔ آپ نے مدینہ کو سامنے اور احد کو پشت پر رکھ کر صفوں کو مرتب کیا۔اسلامی لشکر کو حملہ کرنے سے قبل یہ تاکید بھی کردی کہ تمھیں جن مقامات پر متعین کیا گیا ہے ان پر جمے رہنا اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔اگر ہمیں قتل ہوتا ہوا بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لیے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو بھی اس میں شریک نہ ہونا۔[۲۰]

جنگ کا آغاز ہوا تو پہلے ہی وہلہ میں دشمن کی فوج پر افسردگی چھانے لگی اور اس کے بڑے بڑے سورما یکے بعد دیگرے مارے جانے لگے۔قریب تھا کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں کامیابی مل جاتی،مگر بعض مسلمانوں کی غلط فہمی اور جلد بازی سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔انھوں نے اس درّہ کو چھوڑ دیا جس پر جمے رہنے کی حضور ﷺ نے تاکید کی تھی۔دشمن نے پلٹ کر حملہ کردیا،جس کی بنا پر اس جنگ میں ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوئے اور تقریباً پچیس (۲۵) آدمی کافروں کے مارے گئے۔

مدینہ سے بنونضیر کا اخراج

یہود کا دوسرا بڑا قبیلہ بنونضیر تھا۔یہ بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ایک موقع پر آپؐ ان کے پاس گئے،انہوں نے آپ کو عزت واحترام سے بٹھایا،لیکن خفیہ طریقے سے اپنے آدمیوں کو چھت پر بھیج دیا،تاکہ اوپر سے آپؐ پر بھاری پتھر گرادیں اور نعوذ باللہ آپ کا کام تمام ہوجائے۔حضور کو بروقت ان کی سازش کا علم ہوگیا اور آپ بغیر کسی کو بتائے وہاں سے چلے آئے۔اس جرم کے نتیجہ میں حضورؐ نے بنونضیر کو حکم دیا کہ دس دن کے اندر مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔بنونضیر نے مدینہ چھوڑنے کی تیاری شروع کردی،لیکن عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم خیال ساتھیوں نے ان کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر:شعبۂ دینیات،عالیہ یونیورسٹی،۲۱رحاجی محمد محسن اسکوائر،کولکاتا۔۷۰۰۰۱۶ (مغربی بنگال) انڈیا۔

ڈھارس بندھائی کہ تم کو یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں، تم ڈٹے رہو، ہم تمہاری مدد کے لیے ہر طرح سے تیار ہیں۔ اس پر بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب نے حضور کے پاس جوابی خبر بھجوائی کہ ہم یہاں سے ہرگز نہیں جائیں گے، آپ کو جو کرنا ہے کرلیں۔ حضور ﷺ نے محاصرہ کرلیا۔ جب یہودیوں پر معاملہ کی سنگینی ظاہر ہوئی کہ ہم بے موت مارے جائیں گے، عبداللہ بن ابی مدد کو نہیں پہنچ رہا ہے اور بنوقریظہ کے لوگ بھی، جو ہمارے ہم مذہب ہیں، مدد کو نہیں آرہے ہیں، تو وہ سرنگوں ہوگئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ رسول ﷺ نے اب بھی وہی بات کہی کہ تم مدینہ چھوڑ کر چلے جاؤ، جاتے ہوئے سوائے ہتھیاروں کے جتنا سامان لے جاسکتے ہو، لے جاؤ۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ لوگ یہاں سے نکلے تو کچھ لوگوں نے خیبر اور کچھ لوگوں نے شام کا راستہ اختیار کیا۔[۲۱]

غزوۂ خندق میں قریش اور ان کے اتحادیوں کی شکست

بنونضیر جلاوطن ہوکر خیبر میں آباد ہوگئے تھے۔ وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے منصوبہ بند کوشش کرنے لگے۔ انھوں نے قریش مکہ کو ہر طرح کا تعاون دینے کا یقین دلایا، یہاں تک کہ ایک فیصلہ کن جنگ کرنے پر انہیں آمادہ کر لیا۔ یہودیوں نے غطفان اور دیگر اسلام دشمن قبائل کی شرکت کو اس جنگ میں یقینی بنانے کے لیے معاہدے کیے۔[۲۲]

رسول اللہ ﷺ کو متحدہ محاذ کی خبر ملی تو آپ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ اسلام دشمن طاقت کا مقابلہ کھلے میدان میں کرنے کے بجائے خندق کھود کر کیا جائے۔ اس نئے عجمی طریقۂ جنگ کو سب لوگوں نے پسند کیا اور ایک لمبی خندق کھودلی گئی۔ خندق کھودنے میں آپ بھی بہ نفس نفیس شریک رہے۔ یہ خندق دشمنوں کی اس بڑی تعداد کے سامنے مدینہ کی حفاظت کے لیے اگرچہ ناکافی تھی، لیکن مسلمانوں کے لیے اس نے ڈھال کا کام دیا۔ جب دشمن کی فوج قریب آگئی تو آپ نے عورتوں کو محفوظ مقام پر بھیج دیا اور ان کی نگرانی کے لیے دو سو صحابہ کو مامور کردیا کہ اندرونی فتنے سے یہ لوگ محفوظ رہیں، پھر تین ہزار (۳۰۰۰) افراد پر مشتمل فوج کو لے کر آگے بڑھے اور سلع' کی پہاڑی کو پشت پر رکھ کر صف آرا ہوگئے۔ کئی دنوں تک فوج آمنے سامنے رہی، مگر مقابلہ آرائی کی نوبت نہ آئی۔ چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہیں، وہ بھی شام ہوتے رک جاتیں۔ اس دوران میں خاص طور سے مسلمانوں کو خوردونوش کی کمی لاحق ہونے لگی، ٹھنڈک کی وجہ سے وہ بے حال ہو رہے تھے، بڑی بے چینی کا عالم تھا۔ مسلمانوں کے اس کرب کا ذکر سورۂ احزاب میں موجود ہے۔

ادھر بنی قریظہ نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا اور قریش کے ساتھ ہوگئے۔ اب گویا ایک طرح سے دشمنوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اعلیٰ جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے حضرت نعیم بن مسعودؓ کو، جن کا ایمان ابھی لوگوں پر ظاہر نہ ہوا تھا، قریش اور یہودیوں کے علاوہ قبیلۂ غطفان کے درمیان بھیجا تاکہ وہ اپنی گفتگو سے ان کو ایک

دوسرے کا مخالف بنادیں۔حضور کی یہ ترکیب کارگر ہوئی اور حملہ آور گروہ کے اندر انتشار پیدا ہوگیا اور ان کے حوصلے پست ہونے لگے۔۲۳ اسی دوران میں ایک رات اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی خوف ناک آندھی بھیجی کہ دشمن کے خیمے اڑ گئے اور ان کا سامان تتر بتر ہوگیا۔اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ یہاں سے راہ فرار اختیار کریں۔اس طرح مسلمانوں کو اس اعصابی جنگ میں کامیابی ملی۔اسی کے ساتھ ان گروہوں کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا جواب تک خفیہ طور سے مسلمانوں کے دشمن بنے ہوئے تھے۔

بنی قریظہ کی غداری کا انجام

بنی قریظہ غزوۂ خندق تک مسلمانوں کے معاہد اور حلیف تھے،لیکن عین لڑائی کے وقت انھوں نے غداری کی اور قریش کا ساتھ دیا۔اس کی تادیب کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں حملہ کرنے کا حکم دیا۔محاصرہ کی طوالت اور سختی کی بنا پر وہ مجبور ہوئے کہ ہتھیار ڈال دیں۔اس موقع پر انہوں نے ہی یہ تجویز رکھی کہ سعد بن معاذؓ ان کے حق میں جو فیصلہ کریں گے،وہ انھیں منظور ہوگا۔حضرت سعدؓ نے بنی قریظہ کے جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اور توریت کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ سنایا کہ قابل جنگ مردوں کو قتل کردیا جائے،ان کے اموال بانٹ دیے جائیں اور بچوں کو قید کرلیا جائے۔۲۴

صلح حدیبیہ-فتح مبین

اعدائے اسلام،اپنی منظم کوشش کے باوجود غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔اب قریش مکہ کے اندر آگے بڑھ کر مسلمانوں سے نبرد آزمائی کی سکت نہ رہی اور بہ ظاہر وہ کوئی بڑی جنگ برپا کرنے کی پوزیشن میں نہ رہے۔اس طرح مسلمانوں کی پوزیشن بڑی حد تک مستحکم ہوگئی۔انہی دنوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کو خواب میں اطلاع دی کہ عن قریب آپ اپنے اصحاب سمیت مکہ میں داخل ہوں گے اور مراسم حج ادا کریں گے۔جب آپؐ نے اس اطلاع غیبی کا تذکرہ اپنے صحابہ سے کیا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔آپؐ نے مدینہ کے اردگرد کے قبائل میں جو مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے،خبر بھجوادی کہ ہم عمرہ کے ارادہ سے نکل رہے ہیں۔جو میرے ساتھ چلنا چاہے،تیار ہوجائے۔اس اعلان کے نتیجے میں بہت سے لوگ تیار ہوگئے۔چنانچہ آپ عمرہ کی غرض سے چودہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر یکم ذی قعدہ ۶ھ کو مدینہ سے نکلے۔آپ نے تلوار کے علاوہ کوئی جنگی سامان نہ لیا،تلوار بھی نیام میں تھی۔یہی حکم دوسرے لوگوں کے لیے بھی تھا۔اندیشہ تھا کہ کہیں قریش مسلمانوں کو دیکھ کر جنگ کے لیے سامنے نہ آجائیں،یا بیت اللہ میں جانے سے روک نہ دیں۔اس لیے آپؐ نے ظاہری علامت کے طور پر قربانی کے جانوروں کو ساتھ رکھا اور احرام باندھ لیا،یہاں تک کہ آپؐ حدیبیہ پہنچ گئے۔۲۵

قریش کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو انہیں بہت شاق گزرا۔دقت یہ تھی کہ زیارت بیت اللہ سے کسی کو روکا نہیں

جاسکتا، نیز ماہ حرام میں جنگ وقتال ممنوع ہے۔ دوسری طرف اگر وہ مسلمانوں کو خانۂ کعبہ کی زیارت کر لینے دیتے، تو اس کے معنیٰ یہ لیے جاتے کہ قریش میں اب اتنی بھی طاقت نہ رہی کہ وہ اپنے دیرینہ دشمن کو زیارتِ کعبہ سے روک سکیں۔ چنانچہ قریش مکہ نے بڑے غور وفکر کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ جس طرح بھی ہو سکے آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے، جب کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت کسی طرح نہ آنے پائے۔ (الفتح:۲۶) اس لیے دونوں طرف سے وفود آنے جانے لگے، بالآخر دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی، اس کی اہم دفعات درج ذیل تھیں:

۱۔ فریقین دس سال تک جنگ نہ کریں گے۔ اس اثنا میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے۔

۲۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں، اگلے سال آئیں تو تین روز مکہ میں قیام کریں گے، تلوار نیام میں ہوگی ،اس کے سوا کوئی اور ہتھیار نہیں ہوگا۔

۳۔ محمد [ﷺ] کے ساتھیوں میں جو شخص حج، عمرہ یا تجارت کے لیے مکہ آئے گا، وہ قریش کی امان میں ہوگا اور قریش کا کوئی فرد مصر یا شام بہ غرض تجارت جاتے ہوئے مدینہ سے گذرے گا تو اس کی جان و مال کو تحفظ حاصل ہوگا۔

۴۔ اگر قریش کا کوئی فرد اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر مدینہ چلا جائے تو محمد [ﷺ] اسے واپس کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، لیکن ان کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی بھاگ کر مکہ آتا ہے تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

۵۔ اہل عرب فریقین میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ ۲۶؎

حضورؐ نے صلح کے بعد حدیبیہ میں ہی قربانی کے جانور ذبح کیے اور سر کے بال منڈوائے۔ قرآن کریم نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ (الفتح:۱۸) آپؐ خانۂ کعبہ کی زیارت کیے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ صلح کے لیے فریقین کی جانب سے جب سفیر آنے جانے لگے تو مسلمانوں نے قریش کے کسی سفیر پر کوئی زیادتی نہیں کی، جب کہ مسلمانوں کے نمائندے قریش کے پاس جاتے تو انہیں پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کو مختصر وقت کے لیے نظر بند کر دیا گیا اور خبر مشہور کر دی گئی کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔ جب یہ خبر مسلمانوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے بیعت رضوان ہوئی۔ مگر بہت جلد انہیں چھوڑ دیا گیا، اس طرح جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ معاہدہ بہ ظاہر دب کر کیا تھا، اس سے بعض صحابہ بھی وقتی طور پر خوش نہ تھے، مگر جب ان پر اس معاہدہ کے دور رس اثرات کا راز منکشف ہوا تو ان کا ذہنی کرب اور اضطراب زائل ہو گیا۔ چنانچہ اس معاہدہ کی معنویت اور اس کے دور رس اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے 'رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ' کے مصنف پروفیسر محمد

صدیق قریشی لکھتے ہیں:

''بادی النظر میں معاہدہ کی شرائط مسلمانوں کے لیے ہتک آمیز معلوم ہوتی ہیں،لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خارجہ تعلقات کی تاریخ میں اس سے افضل نمونہ ملنا دشوار ہے۔یہ معاہدہ آپ کی بے نظیر ذکاوت کا آئینہ دار ہے۔آپؐ کے ساتھ جاں نثاروں کی ایک فوج تھی،عارضی طور پر قوت میں توازن بھی پیدا ہو چکا تھا،لیکن قریش ابھی تک طاقت ور تھے۔علاوہ بریں یہودیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ منسوخ ہو چکا تھا۔حکومت مدینہ بتدریج قریش کے شامی تجارت کے راستے منقطع کر کے ان کی اقتصادی حیثیت کو کمزور کرنا چاہتی تھی۔اس لیے جانبین کم از کم تھوڑی دیر کے لیے صلح کے خواہاں تھے۔اگر اس وقت آپ بھی جذبات سے کام لیتے ہوئے فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہونے کے لیے عملی اقدام کرتے تو زبردست خوں ریزی ہوتی۔قریش کو عرب قبائل پر یہ ثابت کرنے کا بہانہ مل جاتا کہ مسلمان حرمت والے دنوں میں بھی لڑائی سے باز نہیں آتے۔مفتوح قبائل میں انتقام کا جذبہ شدت سے پیدا ہوتا اور اس طرح جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا جو آپؐ کے رحمت اللعلمین ہونے کے منافی ہوتا۔اس لیے معاہدے کی جان ہی التوائے جنگ ہے۔اس سفر میں آپ نے غیر مسلموں کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا تھا،جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر قریش نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو اہل عرب میں سے نہ ہی کوئی ان کی حمایت کرے گا اور نہ ہی کوئی مسلمانوں کی مخالفت۔آپ کا مکہ کی جانب یہ سفر ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوا تھا جس میں بین القبائلی قانون کے مطابق عرب اپنے سخت ترین دشمن بلکہ قابل قصاص ملزم کو بھی حرم کی زیارت سے نہیں روکتے تھے اور اس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔لیکن قریش نے نہ صرف بین القبائلی قانون کی خلاف ورزی کی بلکہ مسلمانوں پر چند سرکشوں نے حملہ بھی کیا۔اس طرح آپ کی بصیرت نے قریش کو اہل عرب کی نظروں سے گرا دیا جو مسلمانوں کے اس لیے ہم نوا ہو گئے کہ ان کی تلوار تو نیام میں ہیں،قربانی کے جانور ان کے ساتھ ہیں اور احرام زیب تن کیے ہوئے ہیں لیکن مکہ کے دروازے ان پر بند ہیں۔یہ سفر مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی نوعیت کا بھی حامل تھا۔اسی لیے یہ قریش کے لیے ایک بھاری چیلنج بن گیا۔'' ۲۷

فتح خیبر کے بعد یہودیوں کے فتنہ سے نجات ملی

غزوۂ خندق میں خیبر کے یہودیوں نے اہم کردار ادا کیا تھا اور انہی کی شہ پر قریش نے جنگ برپا کی تھی، نیز

ان لوگوں نے عین حالت جنگ میں بنی قریظہ کو عہد شکنی کی ترغیب دی تھی اور اس فیصلہ کن جنگ میں قریش کا ساتھ دینے لیے راضی کیا تھا۔ طرفہ تماشا یہ کہ وہ آئے دن مدینے کے مسلمانوں کو راستے میں ستاتے اور ان پر چھاپا مارتے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے ایک بڑی جنگ کی تیاری بھی شروع کردی تھی۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی سرکوبی ضروری سمجھی۔ آپؐ نے چودہ سو (۱۴) سو صحابہ کو لے کر ۷ ھ کی ابتداء میں ان پر حملہ کیا اور اتنی عمدہ حکمت عملی اختیار کی کہ بنی غطفان اور خیبر کے یہودیوں میں دراڑ پڑگئی اور کوئی ایک دوسرے کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ مسلمانوں نے خیبر کا سخت محاصرہ کیا۔ یکے بعد دیگرے یہودیوں کے قلعے فتح ہوتے گئے۔ آخر میں ایک قلعہ فتح نہیں ہو پارہا تھا تو ایک دن علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیا گیا، ان کی جواں مردی سے وہ بھی فتح ہوگیا۔ رسول ﷺ نے یہود کا پانی بند کردیا اور وہاں پہرے بٹھا دیئے، تاکہ وہ مجبور ہوکر محاصرہ اٹھالینے کی بات کریں۔ مجبور ہوکر یہود کے سردار نے صلح کا پیغام بھجوایا، جسے حضورؐ نے منظور کیا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا جو بنی نضیر کے متعلق کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے حضور سے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہاں سے نہ نکالا جائے، ہم اپنی کاشت کا نصف حصہ آپ کو دیتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے بہ تقاضائے مصلحت اسے منظور کرلیا، البتہ صلح میں یہ بات بھی شامل کردی کہ یہ صلح ہمیشہ کے لیے نہیں ہے، ہم جب چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ خیبر میں تقریباً اٹھارہ (۱۸) یا اس سے کچھ زیادہ مسلمان شہید ہوئے اور یہود کے ترانوے (۹۳) جواں مرد موت کی آغوش میں پہنچے۔ باوجود صلح کے یہود اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور بڑی چالاکی سے حضورؐ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ سلام بن مشکم کی بیوی نے آپ کی دعوت کی۔ گوشت میں اس نے زہر ملا دیا۔ نبی ﷺ نے اس کا کچھ حصہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اندازہ ہوگیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، اس لیے آپ نے اسے اگل دیا۔ اس طرح آپ کی جان تو بچ گئی، مگر آپ کے ایک صحابی نے اسے کھالیا تھا، جس سے ان کا انتقال ہوگیا۔ ۲۸ لیکن آپؐ ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرتے ہوئے واپس آئے۔ ۲۹

غزوۂ موتہ

صلح حدیبیہ کے بعد آپؐ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط ارسال کیے۔ اس پر ملا جلا ردعمل ہوا۔ انہی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حاکم بصریٰ (جو عیسائی تھا) کے نام ایک خط بھیجا۔ اسے حارث بن عمر ازدیؓ لے کر گئے تھے۔ انہیں شام کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے پکڑ کر قتل کردیا۔ سفیروں کا قتل کرنا انتہائی سنگین جرم تھا۔ اس حادثہ کی خبر نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپؐ پر غیر معمولی اثر ہوا۔ اس کے تدارک کے لیے آپؐ نے تین ہزار (۳۰۰۰) صحابہ کو تیار کیا اور زید بن حارثہؓ کو اس کا سپہ سالار بنا کر 'غزوہ موتہ' کے لیے روانہ فرمایا۔ آپ کو دشمن کی طاقت کا پوری طرح اندازہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فوج کو ہدایت فرمائی: اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ کو سالار بنا

لیا جائے اور اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سالار بنایا جائے اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو اپنی فوج میں سے جس کو چاہو اپنا سپہ سالار مقرر کرلو۔[۳۰]

جب اسلامی لشکر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا حجاز سے متصل شامی علاقے 'معان' پہنچا تو یہیں اس کی اطلاع شرحبیل کو ہوئی۔ وہ ایک لاکھ کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کی فوج کی تعداد صرف تین ہزار (۳۰۰۰) تھی۔ اس جم غفیر کے سامنے مسلمانوں کی ہمت پست ہونے لگی اور وہ کش مکش میں مبتلا ہوگئے کہ کیا کرنا چاہئے۔ بالآخر عبداللہ بن رواحہؓ کی اثر دار تقریر کے بعد طے پایا کہ مقابلہ کیا جائے۔ جنگ میں تینوں سپہ سالاروں کی یکے بعد دیگرے شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے علَم اپنے ہاتھ میں لیا اور فوجی حکمت عملی کے ساتھ مسلم لشکر کو بچا کر واپس لے آئے۔ اس جنگ میں بارہ (۱۲) کبار صحابہ نے شہادت پائی، جب کہ بڑی تعداد میں دشمن کے لوگ مارے گئے۔[۳۱]

فتح مکہ: مسلمانوں کی کامیابی کا شاندار مظاہرہ

صلح حدیبیہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ "دس سال تک جنگ نہ ہوگی، جو قبائل محمد [ﷺ] کے حلیف بن جائیں اور جو قبائل قریش سے ملنا چاہیں وہ ان سے مل سکتے ہیں۔" اس دفعہ کی بنیاد پر بنی خزاعہ مسلمانوں سے اور بنو بکر قریش سے مل گئے۔ معاہدہ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اگر کوئی قبیلہ دوسرے پر زیادتی یا حملہ کرتا ہے تو خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی سمجھی جائے گی۔ ابھی معاہدہ کو دو سال بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ بنو بکر نے برسوں کی پرانی رنجش کا بدلہ لینے کے لیے بنو خزاعہ پر حملہ کردیا، جو مسلمانوں کے حلیف تھے۔ اس حملے میں قریش کے بڑے بڑے لوگوں نے بنی بکر کا ساتھ دیا اور ان کو ہتھیار فراہم کیے۔ خزاعہ کے لوگوں کو بری طرح کچلا، یہاں تک کہ یہ لوگ بھاگ کر خانۂ کعبہ میں پہنچے، مگر وہاں بھی ان کے ساتھ بے رحمی کا معاملہ کیا گیا۔ ان مظلوموں میں سے کچھ لوگ اپنی جان بچا کر مدینہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم و زیادتی کا ذکر کیا۔ اب قریش کو ہوش آیا کہ واقعی ہم نے معاہدہ شکنی کر کے ایک سنگین جرم کیا ہے۔ چنانچہ تجدید معاہدہ کے لیے ابوسفیان مدینہ پہنچے، مگر انھیں کامیابی نہ ملی اور نامراد لوٹنا پڑا۔

اب حضور اکرم ﷺ کے لیے ضروری ہوگیا کہ قریش مکہ کے جرم کی بنا پر ان پر حملہ کریں اور اس ناسور کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیں، یا اس طرح دبا دیں کہ پھر وہ آئندہ ایسی کوئی غلطی نہ کریں۔ چنانچہ آپ نہایت رازدارانہ طریقے سے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابوسفیان راستہ میں آکر آپؐ سے ملے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مختلف تدابیر اور حکمت عملی سے کام لے کر حضور مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی فوج کو دیکھ کر سارا مکہ مبہوت ہوگیا، کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ رہی۔ یوں حضور اکرم ﷺ بغیر کسی جنگ و جدال کے فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سارا مکہ آپ کے سامنے صف بستہ کھڑا تھا اور اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا۔ اہل مکہ انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ آج کے دن حضور

ہمارے حق میں کون سی سزا سناتے ہیں۔ آپ نے سب پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا: ''آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، تم سب آزاد ہو''۔ اس فتح کے ساتھ ہی پورے عرب کی سیاسی قیادت آپ کے ہاتھوں میں آ گئی۔ ۳۲؎

معرکۂ حنین میں مسلمانوں کی کامیابی

فتح مکہ کے نتیجے میں اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوا، اس کا مخالفانہ ردعمل مکہ کے قرب و جوار میں رہنے والے بڑے بڑے قبائل میں ہوا۔ ان میں ہوازن اور ثقیف بھی تھے۔ کچھ دوسرے قبائل نے بھی جنگ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ لوگ ہوازن کے سردار مالک بن عوف کی قیادت میں آگے بڑھے۔ انھوں نے اس جنگ میں اپنی عورتوں، بچوں اور مال و دولت کو ساتھ لیا اور اوطاس کے مقام پر اترے۔

حضور کو اس جنگی کارروائی کی اطلاع ملی تو مکہ کے دو ہزار لوگوں کو، جن میں اکثریت نومسلموں کی تھی اور مدینہ کے دس ہزار کے لشکر جرار کو جو آپ کے ساتھ مکہ آیا تھے، لے کر مکہ سے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور حنین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ مسلمان دشمن کی چال اور اس کے وجود سے بے خبر تھے کہ اچانک صبح کے اندھیرے میں دشمن نے تیروں کی بارش کر دی اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس طرح اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جب حضور نے مسلمانوں کو ادھر ادھر بھاگتے اور منتشر ہوتے ہوئے دیکھا تو انہیں آواز لگائی اور اپنی طرف بلایا۔ سو (۱۰۰) کے قریب صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اب تم ان پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑو۔ خود حضورؐ نے زمین سے کچھ کنکر اٹھائے اور انھیں دشمن کی طرف پھینکا۔ اس کے بعد جنگ کا نقشہ بدل گیا، دشمن پیچھے ہٹنے لگے۔ گویا کہ ہاری ہوئی جنگ کو حضور نے اپنی دور اندیشی اور اللہ کی نصرت سے جیت لیا۔ شکست کھا کر جو لوگ میدان سے بھاگے، صحابہ کرام نے ان کا دور تک پیچھا کیا۔ اسی تعاقب میں حضرت ابو عامر اشعریؓ شہید ہو گئے اور بعض دوسرے صحابہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ ۳۳؎

تسخیر طائف کے ساتھ مکہ کے اسلام دشمن عناصر کا خاتمہ

ثقیف کے بیشتر لوگ شکست کھا کر بھاگے تو طائف کے قلعوں میں پہنچ کر پناہ لی اور شہر کی فصیل کو بند کر لیا اور اندر ہی اندر ایک بڑی جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ رسولؐ حنین سے فارغ ہوئے تو پہلے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک ہزار پر مشتمل فوجی دستہ کو روانہ کیا کہ وہ جا کر طائف کا محاصرہ کر لیں۔ بعد میں آپ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ طرفین سے روزانہ تیر اندازی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ حضورؐ نے دشمن کے زور کو توڑنے کے لیے منادی کرادی کہ جو غلام قلعہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان پر بیس سے کچھ اوپر غلام قلعہ سے نکل کر آئے اور مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ جب محاصرہ نے طول پکڑا اور قلعہ فتح ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو آپؐ نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ

کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے اور کیسے ان پر قابو پایا جائے۔ اس پر نوفل بن معاویہ نے مشورہ دیا: یارسول اللہ! لومڑی اپنے بل میں ہے۔ اگر آپ ٹھہرے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تب بھی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ نوفل کی بات سننے کے بعد نبیؐ نے محاصرہ اٹھالیا اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس جعرانہ چلے آئے۔ اس محاصرۂ طائف میں بارہ کبار صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور ایک صحابی شدید زخمی ہوئے جو اس واقعہ کے چند روز بعد انتقال کر گئے۔ بے شک اس جنگ میں کثیر اموال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مگر بعد میں ہوازن کے لوگوں نے اپنی مفلوک الحالی اور کس مپرسی کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ صحابہ میں منقسم مال غنیمت کو ان کی اجازت سے ان لوگوں کو دے دیا۔[۳۴]

روم کے عیسائیوں سے معرکہ آرائی

مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثرات اور جنگوں میں ان کی کامیابی کو دیکھ کر سرزمین عرب سے متصل بعض علاقے جواب تک حدود اسلامیہ میں داخل نہ ہوئے تھے، ان کو اپنے وجود کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا۔ انہی میں ایک ملک روم بھی تھا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضور کو رومیوں کی تیاری کی خبر ملی تو آپ کو فکر لاحق ہوگئی۔ ابھی چند ماہ قبل مسلمان سخت محاربہ کے بعد لوٹ کر مدینہ آئے تھے، نیز شدید گرمی کا زمانہ تھا۔ ایسے وقت میں جنگ کے لیے اتنا طویل اور سخت ترین سفر دشوار تھا۔ اس کے باوجود آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ رومیوں کی فوج مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے، اس لیے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ نکل پڑو۔

جب تیس ہزار کا لشکر تیار ہوگیا تو نبی ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ یا سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا گورنر مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال کے لیے مامور فرما کر مدینہ سے نکلے۔ اسلامی لشکر صبر و استقلال کے ساتھ اور راستے کی تمام صعوبتیں برداشت کرتا ہوا تبوک پہنچا۔ آپؐ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے ایسی موثر تقریر کی کہ ان کے حوصلے بلند ہوگئے اور وہ مر مٹنے کو تیار ہو گئے۔ جب رومیوں کو مسلمانوں کے جوش و جذبہ اور عزائم کا اندازہ ہوا تو وہ میدان چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ چنانچہ آپؐ نے ان علاقوں میں پھیلے ہوئے عیسائی عربوں مثلاً ایلہ، اذرغ، تیما، دومۃ الجندل والوں سے صلح کے معاہدے کیے اور واپس کامیاب و کامران لوٹے۔[۳۵]

حرف آخر

یہ تھی ان معروف اور بڑی جنگوں کی تفصیل، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں اقدام کس نے کیا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے، لیکن دشمنان اسلام کو اپنی طاقت پر غرور تھا، اس لئے وہ آخر تک اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے بنے رہے۔ جب کہ مسلمانوں کے حوصلے بھی پست نہ

تھے۔ جب حوصلہ اور طاقت کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو عموماً حوصلہ مند گروہ کو کامیابی ملتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمان اللہ کی مدد سے ہر جگہ کامیاب و کامران ہوئے۔ اس کے نتیجے میں بعض جنگوں میں بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ ایسا دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے کہ جب دشمن پر فتح ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف قیدی ہاتھ لگتے ہیں، بلکہ ان کا مال واسباب بھی قبضے میں آجاتا ہے۔ کیا ایسے موقع پر کوئی فاتح قوم ان اموال سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی اس کامیابی کو مغرب لوٹ مار سے تعبیر کرتا ہے اور اسے جبراً اسلام پھیلانے کا زینہ قرار دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ الزام لگانے کے بجائے اپنے فساد ذہنی کی اصلاح کرے، پھر ان جنگوں سے متعلق کوئی اشکال نہ رہے گا۔ مستشرقین میں سے بعض کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا اعتراف ہے کہ عہد نبوی کی تمام جنگیں مبنی بر انصاف تھیں اور حضورؐ اور آپ کے اصحاب نے ہمیشہ صلح کو ترجیح دی۔ مگر کفار و مشرکین نے اپنی طاقت کے سامنے اسلام کی طاقت کو لائق اعتنا نہ سمجھا، اس لیے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ بقول ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی:

> ''اگر مدینہ کے دس سالہ دور پر سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ پورا عرصہ انتھک جدوجہد اور پیہم جہاد و مغازی پر مشتمل ہے۔ آپ کو اس وقت تک جنگی لباس اتارنے کا موقع نہ ملا جب تک کہ آپ کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل پورا عرب زیر نگیں نہ ہو گیا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اس دنیا میں جو مسلسل عداوتوں، ظلم و ستم اور سازشوں کا شکار ہوتا رہتا ہے، وہ منتقم المزاج بن جاتا ہے اور جب میدان کارزار میں پہنچتا ہے اور ایک دفعہ تلوار اٹھا لیتا ہے اور قتل و مقاتلہ کرتا ہے تو اس کی طبیعت ہی خون آشام بن جاتی ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ تمام لڑائیوں کے دوران حضورؐ کے اخلاق کیسے رہے؟ اور آپ نے اسلامی تہذیب کے جن جنگی اصولوں کا اعلان فرمایا تھا ان کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔'' ۳۶

☆☆☆

حواشی و مراجع

۱ جرجی زیدان، تاریخ تمدن اسلام (اردو ترجمہ) ، فرید بک ڈپو، دہلی، ۲۰۰۷ء، ص: ۵۴

۲ ڈاکٹر عبدالعلیم، سیرۃ النبی اور مستشرقین، مطبوعہ لکھنو، ۲۰۰۰ء، یہ کتاب 'ولہاوزن' کے ایک طویل مقالہ 'محمد نرنم' کے کچھ حصے کا ترجمہ ہے۔ یہ پورا مقالہ 'انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا' میں شامل ہے۔

۳ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء، ج: ۱، ص: ۲۲۰، ص: ۲۲۲

۴ ابو محمد عبدالملک بن ہشام، سیرۃ النبی، مطبعۃ حجازی، قاہرہ، ۱۹۳۷ء، ج: ۲، ص: ۱۱۹-۱۲۰

۵ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفی والامارۃ، باب خبر النضیر

٦۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ
٧۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاول پور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء، ص:۲۶۳
٨۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج:۱، ص: ۹۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج:۱، ص:۲۲۳ (اضافہ از سید سلیمان ندوی)
١٠۔ ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی، اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۷ء، ص:۳۲۴
١١۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۲۳۸ ۱۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۲۴۱
١٣۔ اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ص:۳۰۱
١٤۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ غزوۃ بدر ۱۵۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۲، ص:۲۴۴
١٦۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۲۵۴ ۱۷۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۴۲۲-۴۲۳
١٨۔ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۴۲۶
١٩۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص:۴۲۸ ۲۰۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص:۱۰
٢١۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۱۸۵-۱۹۳ ۲۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۲۳۰
٢٣۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۲۴۷-۲۴۸ ۲۴۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۲۵۸-۲۵۹
٢٥۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۳۵۶ ۲۶۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص:۳۵۷
٢٧۔ پروفیسر محمد صدیق قریشی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ، تاج کمپنی ترکمان گیٹ، دہلی، ۱۹۸۵ء، ص:۲۰۳-۲۰۴
٢٨۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الشاۃ التی سمت للنبی بخیبر۔ مسند احمد، ج:۲، ص:۴۵۱۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص:۳۹۰
٢٩۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الدعاء للمشرکین بالھدی لیتالفھم
٣٠۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ من ارض شام
٣١۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص:۴۴۷ ۳۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام،، ج:۴، ص:۱۰-۳۲
٣٣۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص:۸۷ ۳۴۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص:۱۳۱-۱۳۷
٣٥۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص:۱۷۳
٣٦۔ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو (اردو ترجمہ) مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی، ۱۹۸۲ء، ص:۱۴۵

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کی نئی علمی اور تحقیقی پیشکش

اسلامی حکمرانوں کے اوصاف واخلاق

حضرت مولانا عبدالباقی حقانی

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ضخامت: 425 قیمت 250 روپے

کل پاکستان انعامی تحریری مقابلہ مقالہ نویسی

بعنوان: "تحفظ ناموس رسالت ؐ کے عصری مباحث اور تقاضے"

اسداللہ ساقی تحریک تحفظ ختم نبوت جڑانوالہ فیصل آباد

رابطہ نمبر 03333314142-03006536677

khatmenabuwatjrw@gmail.com

ادارہ

افکار وتاثرات بنام مدیر

مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری: آپ کے حسب ارشاد، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وہ تقریر جو انہوں نے دار العلوم حقانیہ میں کی، ارسال خدمت ہے میرے پاس ایک ہی کاپی موجود تھی، اس کی فوٹوسٹیٹ کرا کر بھیج رہا ہوں۔ ایک درخواست میں نے بھی پیش کی تھی مکرر عرض ہے کہ حضرت امیر شریعت کے دو خطوط کا تذکرہ ''مشاہیر'' میں موجود ہے اگر ان کے اصل رسم الخط کا عکس عنایت فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔ اسی طرح جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے خط کا تذکرہ بھی پڑھا ہے۔ اگر اس کی بھی اصل کاپی کا عکس مل جائے مہربانی ہوگی۔ ظاہر بات ہے کہ آپ کی قومی مصروفیات میں سے اس کام کے لئے وقت نکالنا مشکل ضرور ہے لیکن کسی عزیز کو حکم فرمادیں تو ہر کام آسانی سے ہوجائے گا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت سے نوازیں۔ آمین

محمد اشرف علی مروت...... ڈپٹی کمشنر انکم ٹیکس: ۱۱/ اگست اکتوبر کے شمارے پڑھے۔ ماشاء اللہ بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے نقش آغاز کیا ہے معلومات تبصرہ تاریخ، علمی حقائق اور انبیاء الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کافی معلومات قلم کے سپرد کیے ہیں۔ اسی طرح شہر کراچی میں دینی مدارس پر یلغار نے ایک ذی ہوش مسلمان کی آنکھیں کھول دیں ہیں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اور مولانا قاری محمد عمر حقانی اس باغ وچمن کے وہ درخشندہ مہکتے پھول ہیں۔ جنکی تروتازگی اور خوشبو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ حضرت استاد العلماء مولانا عبدالحقؒ کی دعائیں اور برکات اب بھی سمیٹے ہیں...... جناب شیخ الحدیث عبدالحقؒ صاحب کا بستر علالت پر ہسپتال میں معالج ڈاکٹروں سے خطاب ''ضبط وتحریر پر قاری عمر علی صاحب کی تحریر ہیرے جواہرات سے تولنے اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اسی طرح ''عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ، کے علمی منتخبات'' قسط (۱۴) اپنی مثال آپ ہے علمی اور قلمی دنیا حیران ہے کہ 24-23 سال کا ایک نوجوان عالم کا سلیقۂ انتخاب، کلام، انداز گفتگو علمی اور دینی باتوں نے ''الحق'' کو چار چاند لگادیے ہیں۔ براہ کرم اس لعل جواہر کو محفوظ کریں اور عملاً ایک کتابی شکل دیگر شائع فرمادیں، قارئین کو انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔ چلتے چلتے یہ بے جا نہ ہوگا کہ مولانا سمیع الحق جب قلم اٹھاتا ہے تو ''اردو دان طبقہ'' بھی انگشت بدنداں رہتا ہے۔ ان کے استفادے تشبیہات اور الفاظ کا چناؤ کا نرالا ڈھنگ ہے ''گنبد خضریٰ کے سائے میں'' غالباً 23 سال کی عمر میں تحریر کیا تھا۔ جسکو اب بھی بہت سے شوق، جذبے اور علمی مرتبے سے پڑھتے ہیں۔ اللہ پاک مولانا کی عمر، ایمان، صحت میں برکت عطا فرمائیں۔

اوران کے سایہ دیر تک قائم رہیں، آمین ۔میر اسلام مولانا انوار الحق صاحب اور جملہ اراکین کو عرض کریں۔

محمد یٰسین صاحب مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم منگ سدھونی آزاد کشمیر: اکتوبر ۲۰۱۲ء کا رسالہ وصول پا کر پڑھنا شروع کیا۔ڈاکٹر محمود الحسن عارف کا مضمون بعنوان مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری ایک انقلابی اور نابغہ روزگار شخصیت پڑھنا شروع کیا جس سے جناب مولانا سعید احمد رائے پوری کی وفات پر انکے حالات اور سوانح حیات تحریر کی گئی۔جس میں ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے حضرت مولانا سعید احمد رائے کی پوری زندگی کے حالات کو بیان کئے۔سارے حالات پر تبصرہ نہیں کرسکتا۔لیکن حضرت رائے پوری کی طرف منسوب جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر جو نظریہ بیان کیا وہ جامعہ حقانیہ کے بسلسلہ جہاد افغانستان کے کردار پر کاری ضرب نہیں ہے؟ الحق میں ایسے مضمون کو چھاپ کر الحق کے قاری کو جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کے بارہ کیا ذہن دینا چاہتے ہیں؟

حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب: گزارش ہے کہ احقر کی نئی کتاب ''عقیدہ شیخ القرآن'' جناب والا کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ازراہ شفقت ماہنامہ الحق میں اپنے وقیع تبصرہ سے سرفراز فرمائیں۔القاسم حق چار یار اور نصرت العلوم مئی کے شمارے میں تبصرہ شائع ہو چکا ہے۔آپ بھی قریبی اشاعت میں تبصرہ فرما کر شکر گزار فرمائیں۔

حافظ محمد امان اللہ سوات: میرے زیر مطالعہ جرائد میں الحق اہم اور قدیم جریدہ ہے جسکو مطالعہ کرنے اور استفادہ حاصل کرنے کے بعد اہم نکات اور اقتباسات کو اپنی ذاتی ڈائری میں ضبط تحریر لاتا ہوں تاکہ بوقت ضرورت مطالعہ اور استفادہ ہی آسان ہو۔ماشاء اللہ آپ الولد سرّ لأبیہ کے صحیح مصداق ہے الحق کے معیار مضامین اور حسن ترتیب کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے۔ہر ماہ کا اداریہ ایک دوسرے سے زیادہ جاندار بصیرت افروز اور روح پرور ہوتا ہے۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست ہے۔میری طرف سے دیگر برادران کی جانب سے آپکو حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور جملہ اہل خانہ متعلقین کو دعا وسلام عرض ہے۔

اسد اللہ ساقی......فیصل آباد: تحریک تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان انعامی تحریری مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے عصری مباحث اور تقاضے'' منعقد ہو رہا ہے۔آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ آپ اپنے پرچہ میں اس انعامی مقابلے کا اشتہار شائع کردیں تاکہ زیادہ امیدوار اس مقابلہ میں حصہ لے سکیں۔تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلہ میں آپ کی یہ گرانقدر خدمت ہمیشہ یاد رہے گی۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم صاحب کے اسفار:

۲۷ردسمبر ۲۰۱۲ء کو کراچی میں دفاع پاکستان کونسل کی دعوت پر کراچی اور سندھ کی تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں پر مشتمل آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔کانفرنس کے انعقاد کا مقصد کراچی کے ناگفتہ حالات اور علماء طلباء اور معصوم شہریوں کی بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ اور امن کی ابتر صورتحال کے حوالے دینی اور سیاسی قیادت کو ان مسائل کے حل پر متفق ومتحد کرنا تھا۔

۲۶ردسمبر کو امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن صاحب کے صاحبزادے کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی اس کے علاوہ سابق امیر جماعت اسلامی ومعروف سیاسی رہنما نامور دانشور پارلیمنٹرین جناب پروفیسر عبدالغفور کی نماز جنازہ میں بھی شرکت کی۔پشاور میں 31 دسمبر کو صوبہ سرحد کے معروف مقرر خطیب عالم دین حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ کی نماز جنازہ میں دارالعلوم کی طرف سے شرکت کی اور تفصیلی خطاب بھی فرمایا۔آپ کے ہمراہ شیخ الحدیث ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ بھی تھے۔

۲رجنوری ۲۰۱۳ء کو محسن پاکستان اور عالم اسلام کے ہیرو جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے اسلام آباد میں ملکی سیاسی اور موجودہ نازک صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

۳رجنوری کو اسلام آباد میں ایک اہم میٹنگ کا انعقاد ہوا جس میں پانچ جماعتی اتحاد متحدہ دینی محاذ کے دستور ومنشور اور انتظامی ڈھانچوں پر غور کیا گیا اس موقع پر بعض ملکی اور غیر ملکی ٹی وی چینلز کو انٹرویو بھی دیئے گئے۔

دارالعلوم میں صحافیوں کی آمد:

سچ ٹی وی چینل کی دارالعلوم آمد اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا جو کہ ۲۴ردسمبر کو رات آٹھ بجے سچ چینل سے یہ انٹرویو نشر ہوا۔

دارالعلوم اور حضرت مہتمم صاحب کے ایک عقیدت مند کی جدائی:

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے انتہائی مخلص اور عقیدت مند ساتھی جناب نیاز خان مرحوم گزشتہ دنوں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال فرماگئے۔آپ جمعیت علماء اسلام کے انتہائی فعال اور مخلص رہنما تھے۔حضرت مولانا مدظلہ نے ان کے گاؤں جاکر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پسماندگان سے دلی تعزیت کی۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

اشرف الفوائد شرح اردو شرح عقائد ......مؤلف: مولانا مفتی محمد فدا صاحب

ائمہ مجتہدین میں ہمارے امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا نام نامی اور اسم گرامی کسی تعریف یا تعارف کے محتاج نہیں۔انہوں نے اہل السنہ والجماعۃ (فرقہ ناجیہ) کے عقائد پر ایک جامع ومانع اور وقیع کتاب الفقہ الاکبر کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے فرقِ باطلہ کی مدلل تردید فرمائی جس کی کئی شروح علماء محققین نے تحریر فرمائی ہیں پھر علماء احناف میں امام طحاویؒ نے العقیدۃ الطحاویہ کے نام ایک معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کی جس میں انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ اوران کے ارشد ترین تلامذہ امام قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (صاحبین) کے عقائد کی روشنی میں اسلامی عقائد کو بیان کیا ہے پھر ۵۰۰ھ میں علماء احناف کے جلیل القدر عالم اور محقق نجم الدین ابوجعفر بن محمد نسفی نے مایہ ناز کتاب تصنیف فرمائی۔ جو عقائد نسفی کے نام سے موسوم ہے' متعدد علماء کرام نے اس کی کئی شروح اور حواشی لکھے مگر ان میں سب سے عمدہ شرح علامہ سعد الدین تفتازانی کی ہے جو شرح عقائد کے نام سے مشہور ہے۔اپنی علمی متانت وثقاہت کے حوالے سے یہ شہرہ آفاق کتاب درس نظامی میں داخل ہے اور سالہا سال سے مدارس ومعاہد دینیہ میں اس کی تدریس جاری ہے اور دنیا کے لاکھوں طلباء کرام اس سے مستفید اور مستفیض ہورہے ہیں۔اپنے عمیق متن کیطرح اس شرح کی بھی شروحات کا سلسلہ جاری ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح رواں دواں رہیگا۔عربی زبان میں اس کی بہترین شرح نبراس ہے علاوہ ازیں اردو زبان میں بھی اس کی کئی توضیحات منصۂ شہود پر آئی ہیں۔زیر تبصرہ شرح جو کہ اشرف الفوائد کے عنوان سے معنون ہے یہ بھی اسی سلسلۃ الذھب کی ایک زریں کڑی ہے جس کو ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے اجل فاضل لائق وفائق مدرس اور علم وعمل کے حوالے سے قابل صد آفریں نوجوان استاذ مولانا مفتی فدا محمد صاحب زید مجدہ نے تصنیف کیا ہے اور ماشاء اللہ انہوں نے متن وشرح کی توضیح وتفصیل کا حق ادا کیا ہے۔اسلوب نگارش اور انداز بیاں بھی ایسا دلنشین سہل اور آسان ہے کہ ہر طالب اس سے بآسانی استفادہ کرسکتا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ اور فرقہ ضالہ معتزلہ معتز کے درمیان جو ادق ترین اور صعب ترین اختلافی مسائل ہیں۔وہ مسائل آپ نے لاجواب انداز میں حال کئے ہیں۔دور حاضر کی جملہ اردو شروح میں یہ ایک بے مثال شرح ہے۔مصنف کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انتہائی قلیل مدت ہی آپ کی کئی وقیع کتابیں منظر عام پر آئی ہیں اور علمی حلقوں سے کافی پذیرائی حاصل کرچکی ہیں۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مفتی صاحب زید مجدہ کو مزید توفیق سے نوازے تا

کہ اس طرح کے علمی جواہر علمی دنیا میں بکھیر سکیں۔ ۶۱۲ صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی کاوش قارئین مدنی کتب خانہ عبدالرحمٰن پلازہ ضلع صوابی خیبر پختونخواہ سے -/300 روپے میں طلب کرسکتے ہیں۔

نورالایضاح......مصنف: شیخ حسن بن علی شرنبلائیؒ

نورالایضاح درس نظامی کے ابتدائی درجات میں شامل شہرۂ آفاق کتاب ہے...... کتب فقہ میں عموماً اس کتاب سے ابتدا کی جاتی ہے۔ یہ عظیم علمی اور فقہی مجموعہ ابوالاخلاس شیخ حسن بن علی شرنبلانی کی کاوش ہے شیخ وفائی شرنبلانی ۹۹۴ھ میں مصر کی دیہات میں پیدا ہوئے۔ مصنف موصوف اپنے دور کے نامور فقیہ، مفتی، مدرس اور شہرت یافتہ محدث تھے۔ عالم اسلامی کی عظیم درسگاہ جامعہ ازہر میں بھی منصب تدریس پر فائز رہے۔ علامہ محمد امین المحیؒ نے آپ کے متعلق لکھا ہے: ''آپ زمانے کے محقق اور فضلاء کے سردار تھے، فقہی ملکہ میں احسن المتاخرین تھے'' تدریس کیساتھ کیساتھ تحقیق وتصنیف میں بھی بہت نام کمایا، آپکی تصنیفات اور مختلف رسائل وکتب کی مجموعی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔ جن میں اکثر فقہ فتاویٰ پر ہے زیر تبصرہ کتاب نورالایضاح ونجاۃ الارواح آپکی تمام تصنیفات میں بے انتہاء مقبول ومعروف ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم استاذ شیخ الادب والفقہ علامہ اعزاز علیؒ نے اس کی اہمیت اور وقعت کی بناپر اس کا مختصر، جامع مگر پر مغز حاشیہ ''اصباح'' کے نام سے لکھا۔ کتاب کی قدیم رسم الخط کو جدید ترین جامہ پہنا کر دو رنگہ کتابت میں شائع کیا گیا ہے یہ دیدہ زیب نسخہ آپ مکتبہ زمزم نزد مقدرس مسجد کراچی ۳۵۰ میں طلب کرسکتے ہیں۔

ثمرۃ النجاح شرح نورالایضاح..........شارح: مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب

نورالایضاح کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں۔ خود مصنف علامہ حسن بن علی شرنبلانی نے امداد الفتاح اور مراقی الفلاح کے نام سے اسکی دو شرحیں لکھیں۔ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مشہور شروحات اور حواشی درجن سے زائد ہیں۔ لیکن زیر تبصرہ شرح اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے۔ علامہ ثمیر الدین قاسمی نے قریبی عرصے میں اثمار الھدایہ اور الشرح الثمیری (للقدوری) لکھ کر اہل علم سے داد تحسین وصول کیا۔ شائد برصغیر میں بہت کم شارحین نے یہ انداز اپنایا ہو کہ وہ متعلقہ فقہی مسئلے کیلئے دلیل میں دودو، تین تین احادیث استدلال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ گویا یہ صرف فقہ نہیں بلکہ احادیث مبارکہ کا بھی ایک گراں قدر مجموعہ ہے۔ شارح نے حدایہ کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی تشریح کی ہے۔ اور طلباء کے ذہن کے مطابق ہر مسئلے کا محاورۃ وآسان ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ فرائض وواجبات اور سنن کو شمار کر کے ایک نظر میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یاد کرنے میں قارئین کو دقت نہ ہو۔ شارح نے اپنے سابق شروحات کیطرح اسمیں بھی سورۃ مسئلہ اور دلائل میں احادیث کیساتھ ساتھ اصول مسئلہ اور مشکل ومغلق الفاظ کی تشریح وتوضیح بھی کی ہے۔ اس طرح جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل اور احادیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں۔ جس سے قاری کو مسئلہ تلاش کرنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے۔ دو جلدوں میں ۴۶۰

۴۵۲+ صفحات پر مشتمل یہ مزین، منقش اور محقق شرح آپ مکتبہ زمزم نزد مقدس مسجد اردو بازار (021-32729089) سے ۶۵۰ روپے میں طلب کر سکتے ہیں۔

اصلاح المسلمین .... مؤلف: مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب

اصلاح المسلمین قادری، نقشبندی سلسلے کے مشہور و معروف شخصیت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی ؒ کے خلیفہ ارشد جناب مولانا سید عبداللہ شاہ کی تصنیف لطیف ہے۔ جو حقوق والدین وزوجین، حجاب فضیلت، کبائر و رزائل، حکومت و امارات، فحاشی و عریانی، رشوت اور مال حرام، حقوق ہمسایہ، بے رحمی و بد خلقی، خودکشی، عمامہ کی فضیلت سے لاپرواہی اور داڑھی کی سنت سے بے اعتنائی جیسے اہم موضوعات کی ترغیب و ترہیب پر مبنی مستند کتاب ہے۔ کتاب کا اسلوب سادہ اور دلنشین ہے۔ متعلقہ ابحاث کیساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ بمع ترجمہ و حوالجات اور جدید عنوانات پر مشتمل جدید کمپوزنگ اور اعلیٰ طباعت پر مولانا حافظ لیاقت علی نقشبندی قابل صد تحسین و تبریک ہیں۔ کتاب کیساتھ اہم ترین واقعہ بھی منسوب ہے جسکی وجہ سے اسکی وقعت مزید بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ سترہ اگست ۱۹۸۶ء صدر ضیاء الحق طیارے حادثے میں شہید ہوئے نگران کے ساتھ ایک مترجم قرآن، صوفی ازم اور زیر نظر کتاب اصلاح المسلمین محفوظ رہی۔ جو قران و حدیث کی زندہ کرامت ہے۔ کتاب پڑھنے کی بجائے حرز و جاں بنانے کے قابل ہے۔ ۳۳۶ صفحات پر مشتمل یہ روحانی تحفہ آپ مکتبہ غفوریہ یا جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی سے انتہائی مناسب قیمت میں طلب کر سکتے ہیں۔

اختلاف ائمہ اور حدیث نبوی ...... مؤلف: شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ

زیر تبصرہ کتاب معروف و مشہور محدث و محقق شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ کی عربی تصنیف ''اثر الحدیث النبوی فی اختلاف الفقہاء'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حدیث نبوی اور فقہ کے باہمی ربط سے متعلق انتہائی فاضلانہ ابحاث کی ہیں اور ان حضرات کے خیالات کی مدلل تردید کی ہے جو فقہ کو قرآن و سنت سے ایک الگ چیز سمجھتے ہیں۔ کتاب کا ترجمہ مولانا شبیر احمد صالوجی کے قلم سے ہے اور کافی حد تک سلیس اور مفید مطلب ہے، تاہم بعض مقامات، جو کہ انتہائی کم ہیں، پر گنجلک اور ابہام موجود ہے۔ کتاب میں پروف کی غلطیاں بھی ہیں امید ہے کہ اگلے ایڈیشن میں یہ تمام کوتاہیاں دور کی جائیں گی۔ لیکن اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد کاوش ہے۔ مکتبہ زمزم نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی سے 160 روپے میں دستیاب ہے۔

دیوان امام شافعی ...... مؤلف: مولانا عبداللہ کاپودروی

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (۱۵۰-۲۰۴ھ) ایک عظیم الشان فقیہ اور مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان و

ادب کے ایک ماہر شناور اور مانے ہوئے شاعر بھی تھے۔آپ کی شاعرانہ مہارت کا سب سے بڑا ثبوت آپ کا مطبوعہ عربی دیوان ہے۔اس میں آپ نے شاعری کے وسیع جولان گاہ میں مختلف ومتنوع خیالات وافکار پر طبع آزمائی کی ہے اور ہر جگہ اپنی لیاقت کے جوہر دکھائے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب آپ کی مطبوعہ عربی دیوان کا ترجمہ وتشریح ہے۔یہ مولانا عبداللہ کاپودروی جو ہندوستان کے ایک جید عالم دین ہیں کے قلم سے ہے،اشعار کا ترجمہ کافی رواں،سلیس اور عام فہم ہے۔ہر نظم کے ترجمے کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح کے تحت بعض مقامات پر فاضل شارح نے اشعار کا پس منظر بھی بیان کیا ہے۔حاشیے پر مشکل اور حل طلب لغات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔خوبصورت جلد،دیدہ زیب ٹائٹل اور 200/- روپے جیسے مناسب قیمت میں بیت العلم ٹرسٹ کراچی میں دستیاب ہے اور مناسب قیمت پر دستیاب یہ کتاب طلبہ اور علماء کے لئے یکساں مفید ہے۔

اسلام اور منشیات ...... مؤلف: مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن

اسلام اور منشیات ماہنامہ السعید کے نائب مدیر مولانا مفتی سعید الرحمٰن کی تحقیقی کاوش ہے۔جسمیں اسلامی نقطۂ نظر سے منشیات جیسے شراب،چرس،بھنگ،اور افیون کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہیں جسمیں بالترتیب ۱۔خمر کی تحقیق ۲۔نشہ کا مفہوم ۳۔اخباری تراشے ۴۔منشیات سمگلنگ کے مختلف طریقے ۵۔منشیات کے اڈے ۶۔نقصانات ۷۔عرب وعجم کے علماء کرام کے اقوال اور فتوؤں پر مشتمل معلومات کا خزانہ ہے۔کتاب منشیات سے متاثرہ افراد کی دل گداز داستانوں،سمگلنگ کے عجیب کرتوتوں،سرمایہ داروں کی سرپرستی اور بچوں وغیرہ پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے ساتھ ساتھ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کی روک تھام کیلئے کوشش کرنے والوں سرکاری وغیر سرکاری اداروں،تنظیموں اور انجمنوں کے خدمات کا بھرپور تذکرہ کیا گیا ہے کتاب ظاہری ومعنوی خوبیوں سے مرصع ہے۔البتہ بعض ابحاث کی ترتیب محل نظر ہے۔مثلاً مفتی رشید احمد گنگوہیؒ اور مفتی محمد شفیعؒ ودیگر کی آراء کے بعد علامہ ابن قدامہؒ اور علامہ ابن رشد وغیرہ کے اقوال کو پیش کیا گیا ہے۔اگر یہ ترتیب سنین یا علمیت کی بناء پر ہوتی تو مزید بہتر ہوتا۔مگر منشیات کے حوالے قرآنی احکام،نبوی فرمودات اور اکابر کے اقوال کے علاوہ جدید دنیا میں منشیات سے پیدا ہونیوالی ہولناکیوں پر مشتمل رپورٹوں کا مجموعہ ترتیب دینا مصنف کا عظیم کارنامہ ہے۔ابتدائیہ مصنف نے منشیات کے خاتمے کیلئے علماء کی کوششوں خصوصاً منبر سے وعظ وارشاد اور خطبۂ جمعہ کی جو تجویز دی ہے وہ آب زر سے لکھنے قابل ہے یقیناً اگر علماء کرام خصوصاً اصحاب منبر ومحراب اس فروعی اختلافات اور طعن وتشنیع کی بجائے صحت،تعلیم، معیشت،اخلاقیات،معاملات،وغیرہ جیسے موضوعات پر اسلامی نقطہ نظر سے توجہ دیں تو معاشرے میں ایک بہت بڑی مؤثر تبدیلی کی امید ہے۔امید ہے مولانا حفیظ الرحمٰن کی یہ شاندار علمی اور تحقیقی کتاب منشیات کے خاتمے میں سنگ میل ثابت ہوگی ان شاء اللہ مولانا سعید الرحمٰن،مفتی غلام الرحمٰن صاحب اور مولانا شمشاد علی مدیر السعید کے تقریظات پر

مشتمل یہ تحقیقی دستاویز آپ دارالعلوم سعیدیہ اوگی مانسہرہ سے طلب کرسکتے ہیں۔(رابطہ نمبر 0301-5034689)

ماہنامہ تعمیرافکار کا قرآن کریم نمبر ...... (مولف) : سیدعزیزالرحمٰن

''تعمیر افکار'' کراچی سے شائع ہونے والا ایک علمی، ادبی اور تحقیقی ماہنامہ ہے ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن اس کے مدیر ہیں۔ جو ایک اعلیٰ علمی اور خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور تحریر و تحقیق کا انتہائی ستھرا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ زیر نظر کتاب اسی ماہنامے کا قرآن کریم ہے۔ جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ نمبر بہت سے مقالات اور بعض قرآنی منظومات پر مشتمل ہے ان مواد کو مندرجہ ذیل بڑے عنوانوں کے تحت سمیٹا گیا ہے۔ تعارف قرآن مجید، عظمت قرآن، اعجاز قرآن، مطالعہ قرآن، مضامین قرآن' منظومات قرآن، اسلوب قرآنی، خدمات قرآنی، علم تفسیر، تفسیر اور اہل تفسیر، قرآن کریم اور مستشرقین، اشاریے۔ ان میں نامور اہل قلم اور علماء کے انتہائی فاضلانہ اور قیمتی مقالات کو شامل کیا گیا ہے۔ یوں تو ان میں سے ہر مقالہ اہم ہے لیکن اس مختصر تبصرے میں ان سب کا الگ طور پر ذکر نہیں کیا جاسکتا، لیکن ''صوتیات میں قرآنی تجوید کی اہمیت'' بعض حوالوں سے بالکل ایک نیا اور اچھوتا کام ہے۔ یہ اردو کے مشہور ادیب اور ماہر لسانیات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے قلم سے ہے آپ نے قرآنی تجوید کو بالکل ایک نئے اسلوب میں بیان کیا ہے جو ایک قابل قدر کاوش ہے۔ یہ نمبر قرآنیات کے موضوع پر ایک نہایت اہم اور وقیع اضافہ ہے۔ اس سے اس موضوع کے بہت سارے پہلوؤں اور گوشے قارئین کے سامنے آئیں گے۔ ''ماہنامہ الحق'' اس قیمتی اور نفیس نمبر شائع کرنے پر ماہنامہ تعمیر افکار اور اس کے منتظمین کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اور علماء کے ساتھ ساتھ عوام بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور استفادہ کریں گے۔ زوار اکیڈمی کراچی سے یہ نمبر مناسب قیمت میں دستیاب ہے۔

زادالمتقین ...... مؤلف: مفتی محمد احمد

''زادالمتقین'' ابتدائی اسلامی تعلیمات پر مشتمل آسان، عام فہم اور سہل ترین کتاب ہے جو معہد الخلیل الاسلامی کراچی کے لائق و فائق مدرس اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد احمد صاحب کی کاوش ہے۔ کتاب اسماء الحسنیٰ، منتخب جنت کی کنجی، چہل دعا، چہل حدیث، منتخب تعلیم الاسلام، آداب کا بیان، انوار الدعا، مسائل ضروریہ وغیرہ جیسے اہم ابواب مشتمل ہے۔ ابتدائی طلباء و طالبات کیلئے مفید ہے۔ طباعت معیاری ہے البتہ زادالمسلمین یا اسلامی تعلیمات جیسے نام رکھتے تو کتاب کا مقصد قارئین کے ذہن میں جلد واضح ہوجاتا، مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب، مولانا یحییٰ مدنی صاحب دامت برکاتہم وغیرہ حضرات کی تقاریر پر مشتمل یہ کتابچہ آپ دارالعصر کراچی (0321-2118801) سے طلب کرسکتے ہیں۔

نزلہ' زکام'
گلے کی خراش اور کھانسی!

Take NO Tension

Take Suafin

With TOOT SIYAH efficacy

ہمدرد

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد ۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن ۔ تین اطراف سے برآمدے ۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام ۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

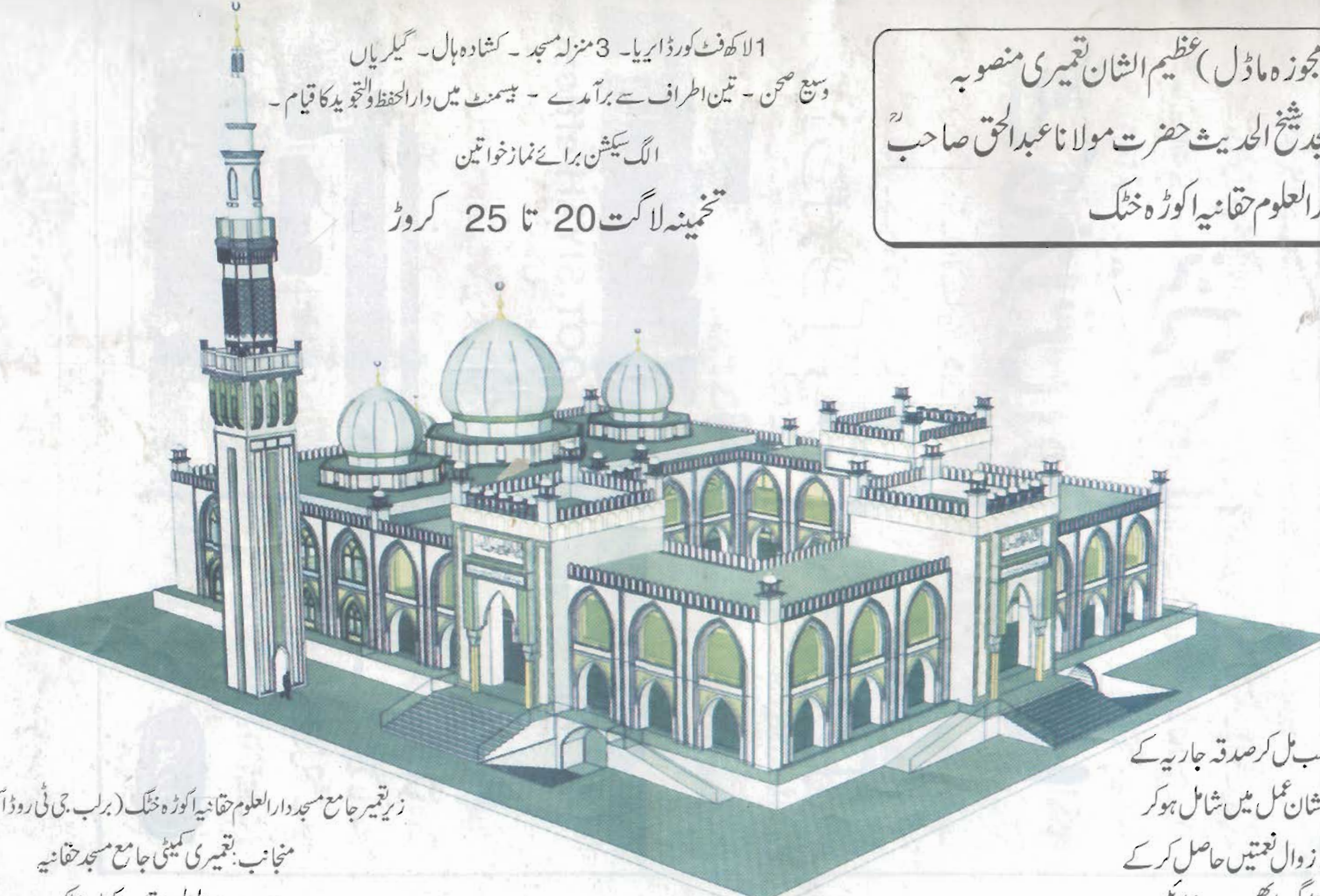

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک